قال رسول اللہ ﷺ أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي

مسلسل اشاعت کے ۴۶ سال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ ۴ جلد ۱۲

ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ — اپریل، مئی 2008ء

کاروان ختم نبوت رواں دواں

الشیخ الربانی سید نفیس الحسینی نوراللہ مرقدہ

بعثت رسول مقبول ﷺ

ناقابل فراموش

مرزا قادیانی اپنی زبان

www.khatm-e-nubuwwat.com www.lolaak.clickhere2.net

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ماہنامہ
لولاک
ملتان

شمارہ: ۴ ● جلد: ۱۲

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی
زیر سرپرستی: پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی صاحب مدظلہ العالی
نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا
چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد
ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود
مدیر منتظم: حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی
کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد
حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی
حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا محمد نذر عثمانی
مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین
مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ
مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال
غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق
مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالستار حیدری
مولانا عبدالحکیم نعمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4583486-4514122

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

کاروان ختم نبوت رواں دواں:	اداریہ	3

مقالات ومضامین

بعثت رسول مقبول ﷺ	مولانا وجدی الحسینی	8
ناقابل فراموش۔حمیت آموز	مولانا محمد اکرم طوفانی	13
خانقاہ چشتیہ سلیمانیہ للہ شریف	صاحبزادہ مولانا محمد حسین	16
الشیخ الربانی محمد انور حسین نفیس الحسینیؒ	عبدالواحد الخیاری، مولانا غلام رسول دینپوری	19
هیهات لایأتی الزمان بمثله ان الزمان بمثله لبخیل	ساجد اعوان	36

ردقادیانیت

مرزا غلام احمد قادیانی۔اپنی زبانی	مولانا لال حسین اختر	38
حیات عیسیٰ علیہ السلام	پروفیسر سید شجاعت علی	43

متفرقات

سرگرمیاں	اداریہ	47
تبصرہ کتب	//	54

کاروان ختم نبوت رواں دواں

سال نو ۱۴۲۹ھ کی پہلی سہ ماہی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی شعبہ تبلیغ کے تحت ملک بھر میں ’’ختم نبوت کانفرنسوں‘‘ کا پروگرام ترتیب دیا گیا۔ منکر ختم نبوت، گستاخ رسول ﷺ مرزا قادیانی ملعون ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں بمرض ہیضہ بحالت دست وقے فی النار والسقر ہوا۔ قادیانی جماعت نے ایک جھوٹے ملعون مدعی نبوت کے آنجہانی ہونے کے سو سال پورے ہونے پر ۲۰۰۸ء میں صد سالہ پروگرام منانے کا اعلان کیا۔ اس موقعہ پر ضروری تھا کہ جھوٹے نبی کے جھوٹ کو گھر تک پہنچانے کے لیے مجلس تحفظ ختم نبوت بھی اپنا فرض ادا کرتی۔ چنانچہ قادیانیوں کے کذب وافتراء، ختم نبوت کی حقانیت وبرکات سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے کے لیے یہ پروگرام ترتیب دیے اس تحریر کے وقت الحمد اللہ پہلی سہ ماہی پروگراموں کا ۶۷% حصہ الحمدللہ کامیابی سے پورا ہو چکا ہے ۳۳% حصہ ترتیب شدہ پروگراموں کے مطابق کامیابی سے چل رہا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ اپنے فضل وکرم سے اسے پورا فرمائے اس وقت تک جو پروگرام پورے ہو چکے ان کی رپورٹ یہ ہے۔

۱۔ یکم محرم ۱۴۲۹ھ بمطابق ۱۱ جنوری ۲۰۰۸ء کو اس سلسلے کا پہلا پروگرام جامعہ مسجد رحمانیہ مظفر گڑھ میں منعقد ہوا۔ عظیم اجتماع سے مظفر گڑھ ضلع کے مبلغ مولانا عبدالرشید اور مولانا اللہ وسایا صاحب نے خطاب کیا۔

۲۔ ۱۸ جنوری ضلع بہاولپور کی مرکزی جامع مسجد میں عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حاصل پور کے رہنما حضرت الحاج منیر احمد حضرت حافظ محمد ابراہیم نے اجتماع کو کامیاب بنانے کے لیے بھرپور جدوجہد کی پیر طریقت مولانا عبدالوہاب شاہ کی سرپرستی حاصل رہی۔ مولانا اللہ وسایا مولانا محمد اسحاق ساقی نے خطاب کیا۔

۳۔ ۱۹ جنوری کو احمد پور شرقیہ کی شاہی مسجد میں بعد از عشاء کامیاب سالانہ اجتماع منعقد ہوا جس کا اہتمام جناب شیر محمد قریشی اور ان کے گرامی قدر رفقاء نے کیا۔

۴۔ ۲۰ جنوری بعد از نماز ظہر مدرسہ عربیہ تفہیم والاعلی پور میں عظیم اجتماع ہوا جس میں مجلس کے مبلغین مولانا عبدالرشید، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا اس موقع پر ضلع مظفر گڑھ کی پوری دینی قیادت موجود تھی۔ پروگرام کے منتظم اعلیٰ حضرت مولانا عبدالرحیم تھے۔

۵۔ ۲۵ جنوری کو لودھراں کی مرکزی جامع مسجد میں عظیم اجتماع منعقد ہوا۔ جامعہ سراج العلوم کے مہتمم یادگار اسلاف مولانا محمد میاں اور صدر مدرس استاذ العلماء حضرت مولانا اللہ بخش صاحب نے اس پروگرام کی سرپرستی

فرمائی مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسحاق وغیرہ کے جامع بیانات ہوئے۔

٦ یکم فروری کو مرکزی جامع مسجد سٹلائٹ ٹاؤن بہاولپور میں عظیم اجتماع سے مجلس کے رہنماؤں نے خطاب کیا۔ جامع مسجد کے خطیب مولانا حبیب الرحمان، قاری محمد غیاث، جناب فیض الرحمان قریشی نے اجتماع کو کامیاب بنانے کے لیے بھرپور کردار ادا کیا۔

٧۔ ٨ فروری کو مرکزی جامع مسجد پیلووانس ضلع خوشاب میں عظیم الشان اور مثالی اجتماع منعقد ہوا۔ حد نظر تک انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا اجتماع تھا۔ مولانا اللہ وسایا، مولانا عبدالستار تونسوی مبلغ کے بیانات ہوئے اسی روز بعد از نماز عشاء نور پور تھل میں بھی ایک پروگرام ہوا۔

٨۔ ١٣ فروری کو جامع مسجد عائشہ لاہور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مجلس کے مرکزی نائب امیر قطب الارشاد حضرت نفیس الحسینی رحمتہ اللہ علیہ کی یاد میں تعزیتی اجتماع منعقد ہوا جو مغرب سے رات 2 بجے تک جاری رہا۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کی سربراہی میں مولانا عمر حیات، مولانا محبوب الحسن، سید ضیاء الحسن، اور دیگر رفقاء نے پروگرام کو کامیاب بنانے کے لیے دن رات ایک کر دیا۔ اجلاس کی نقابت کے فرائض مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے سرانجام دیے۔ صدارت سید زاہد الحسینی شاہ صاحب نے فرمائی، اجلاس کے سرپرست عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما پیر طریقت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد تھے۔ اجلاس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری، اقرأ روضۃ الاطفال کے ناظم مولانا مفتی خالد محمود، جامعہ اشرفیہ لاہور کے مدیر، یادگار اسلاف حضرت مولانا فضل الرحیم، جامعہ اشرفیہ کے استاذ الحدیث، مولانا محمد یوسف خان جمعیت علماء اسلام کے رہنما، مولانا محمد امجد خان، مولانا محب النبی، عالمی مجلس لاہور کے سرپرست حضرت مولانا میاں عبدالرحمٰن، جامعہ قاسمیہ لاہور کے مہتمم حضرت مولانا شاہ محمد، وفاقی شرعی عدالت کے جسٹس ڈاکٹر علامہ خالد محمود، وکیل ناموس صحابہؓ مولانا محمد عالم طارق، مجلس علماء اہلسنت کے مرکزی رہنما مولانا عبدالکریم ندیم، شریعت کونسل پنجاب کے امیر مولانا عبدالحق خان بشیر، مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر، حضرت سید نفیس الحسینیؒ کے خلفاء قاری سیف اللہ اختر، جناب الحاج رضوان نفیس، جناب عتیق انور، قاری مشتاق احمد رحیمی قصور، مجلس کے مرکزی مبلغ مولانا اللہ وسایا صاحب کے بیانات ہوئے۔ جناب سید سلمان گیلانی، جناب آصف رشیدی، قاری مہر محمد سلیم، جناب طاہر بلال چشتی، فیصل بلال گیلانی کی ایمان پرور نظمیں ہوئیں۔ جناب مولانا عنایت اللہ رشیدی، قاری محمد علی، مختار الحق ظفر، جناب نثار گل نے انتظامات کے حوالے سے بھرپور محنت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کے جانشین اور اقرأ روضۃ الاطفال کے روح رواں مولانا مفتی محمد نے بطور خاص شرکت فرمائی۔ رات گئے تک پیر طریقت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدیر ماہنامہ لولاک کی دعا سے اجلاس بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

۹۔ ۱۵ فروری کو چک بہوڑ و ضلع شیخوپورہ میں عظیم اجتماع منعقد ہوا جس میں مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا حافظ سید احمد شاہ کوٹی، مولانا عبد النعیم، اور مولانا اللہ وسایا صاحب کے بیانات ہوئے۔

۱۰۔ ۲۸ فروری کو واہ کینٹ ضلع راولپنڈی میں یادگار اسلاف، پروانہ ختم نبوت حضرت مولانا محمد اسحاق قریشی کی صدارت میں مغرب سے عشاء تک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی حضرت مولانا حافظ محمد صدیق، مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا اللہ وسایا صاحب کے بیانات ہوئے۔

۱۱۔ ۲۹ فروری کو جامع مسجد خلفاء راشدین اسلام آباد میں قبل از جمعہ کے عظیم اجتماع سے مولانا اللہ وسایا صاحب نے خطاب کیا۔

۱۲۔ ۲۹ فروری بعد از مغرب جامع مسجد منڈیاں ایبٹ آباد میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی مولانا محمد صدیق شریفی نے صدارت فرمائی۔ جناب ساجد اعوان، سید مجاہد شاہ، جناب وقار گل جدون، اوران کے رفقاء کی بھرپور محنت سے بہت بڑا اجتماع ہوا۔ جس میں پروفیسر عطا الرحمٰن نے ہدیہ نعت پیش کی۔ مولانا اللہ وسایا صاحب، مولانا طیب فاروقی صاحب وغیرہ کے خطاب ہوئے۔

۱۳۔ یکم مارچ قبل از ظہر سکدھار ضلع مانسہرہ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔

۱۴۔ ۲ مارچ کو مانسہرہ علی مسجد، مسجد اقصیٰ، مدرسہ تعلیم القرآن میں تین علیحدہ علیحدہ اجتماع منعقد ہوئے۔ مانسہرہ شہر و ضلع کے پروگرام جناب عبدالروف روفی، جناب یاسر خٹک، سید بلال اوران گرامی قدر رفقاء نے کامیاب بنانے میں بھرپور محنت کی۔

۱۵ ۵ مارچ کو جمعیت طلباء اسلام کے زیر اہتمام اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے آڈیٹوریم میں تحفظ ناموس رسالت کنونشن منعقد ہوا۔ جس میں مولانا مفتی سعید یوسف کشمیری، مولانا اللہ وسایا، اور جمعیت طلباء اسلام کے مرکزی رہنماؤں اور یونیورسٹی کے لیکچرار حضرات کے بیانات ہوئے۔

۱۶۔ ۶ مارچ کو چک نمبر ۴۵ ضلع رحیم یار خان میں صبح دس بجے سے عصر تک عظیم الشان اور مثالی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی حضرت پیر طریقت میاں مسعود احمد دیپوری مدظلہ نے کانفرنس کی صدارت فرمائی ضلع بھر کی دینی قیادت، عالمی مجلس کے مرکزی رہنما مولانا اسماعیل شجاع آبادی، قاضی شفیق الرحمٰن، مفتی محمد راشد مدنی اور مولانا اللہ وسایا صاحب کے بیانات ہوئے۔

۱۷۔ اسی روز بعد نماز عشاء یادگار اسلاف مولانا مشتاق احمد اور خانقاہ غفوریہ کے سجادہ نشین مولانا محمد ادریس انصاری کی صدارت و سرپرستی میں صادق آباد میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس میں مولانا اسماعیل شجاع آبادی، مولانا اللہ وسایا، مولانا راشد مدنی اور مولانا مفتی محمد طلحہ اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے۔

۱۸۔ ۷ مارچ کو مولانا محمد اسماعیل، مولانا قاضی شفیق الرحمٰن نے بستی کندھارا سنگھ ضلع رحیم یار خان میں عظیم

اجتماع سے خطاب کیا۔

۱۹۔ ۷ مارچ کو مدرسہ عربیہ قادریہ لیاقت پور میں مفتی محمد راشد، مولانا اللہ وسایا صاحب نے ختم نبوت کانفرنس سے بیانات کیے۔ میزبانی کے فرائض مولانا مفتی محمد کلیم اللہ نے سرانجام دیے۔

۲۰۔ ۷ مارچ بعد از نماز عشاء ٹھل حمزہ کے مدرسہ عربیہ اسلامیہ کی مسجد میں ختم نبوت کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل اور مولانا راشد مدنی نے خطاب کیا۔ یہ مدرسہ حضرت مولانا محمد مکی مدرس حرم بیت اللہ کی سرپرستی واہتمام میں بڑھے تزک واحتشام سے دینی تعلیم وترویج کا کام کررہا ہے۔ حضرت مولانا مفتی بشیر احمد یادگار اسلاف نے میزبانی سے ممنون فرمایا۔

۲۱۔ ۸ مارچ کو بعد از مغرب جامع مسجد کبیر نواب شاہ سندھ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سے مولانا احمد میاں حمادی، مولانا محمد فیاض مدنی، مولانا راشد مدنی، مولانا صبغت اللہ جوگی، مولانا محمود الحسن جوگی، مولانا اللہ وسایا صاحب نے خطاب کیا۔ مولانا عبدالسلام نے صدارت کی۔ مولانا ارشد مدنی نے میزبانی کے فرائض سرانجام دیے۔ پوری دینی قیادت نے بھرپور سرپرستی سے کانفرنس کو کامیاب کرایا۔

۲۲۔ ۹ مارچ کو بعد از عشاء محراب پور کی مرکزی جامع مسجد میں مولانا مفتی عبدالصمد صاحب کی نقابت و سرپرستی میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی یادگار اسلاف مولانا محمد قاسم سومرو، مولانا اللہ وسایا، خطیب بے بدل مولانا صبغت اللہ جوگی کے بیانات ہوئے۔

۲۳۔ ۱۰ مارچ کو نواب شاہ، محراب پور اور کنڈیارو میں مختلف مدارس کے طلباء کرام اساتذہ عظام کے عظیم اجتماعات سے تربیتی بیانات ہوئے۔

۲۴۔ ۱۱ مارچ مدرسہ انوار القرآن بھریا روڈ میں مولانا عبدالہادی سونگی کی کوششوں سے عالمی مجلس کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا حافظ خادم حسین شر ٹنڈو آدم کے، مولانا مفتی پروفیسر حفیظ الرحمٰن، مولانا فیاض مدنی، مولانا اللہ وسایا صاحب نے بیان کیے۔

۲۵۔ ۱۲ مارچ کو بعد از عشاء مین روڈ پنوں عاقل پر عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ سندھ کی مشہور خانقاہ ہالیجی شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا عبدالصمد ہالیجوی نے صدارت وخطاب وسرپرستی سے ممنون فرمایا۔ جس میں قاری خلیل احمد بندھانی، مولانا عزیز اللہ، خطیب وادی مہران مولانا عبدالرزاق میکھو، مرکزی مبلغ مولانا بشیر احمد، سکھر مجلس کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر، مولانا اللہ وسایا اور دیگر اکابر نے خطاب کیا، پنوں عاقل کی متحرک و فعال جماعت نے بھرپور عظیم الشان کانفرنس کا اہتمام کیا۔

۲۶۔ ۱۶ مارچ کو بہاول نگر میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی پیر طریقت مولانا عبدالجلیل اخون، مولانا فیض احمد، مولانا اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاسم رحمانی، مولانا قاری عبدالسلام، مولانا اللہ وسایا صاحب

کے بیانات ہوئے۔

۲۷۔ ۱۸ مارچ کو خانقاہ مالکیہ خانیوال کے سجادہ نشین خطیب بے بدل، یادگار اسلاف، حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالماجد صدیقی کے اہتمام و سرپرستی و صدارت میں جامع مسجد مینار والی میں ختم نبوت و حمد و نعت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مولانا عبدالستار گرمانی، مولانا عطاء المنعم، مولانا محمد اسماعیل، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد عالم طارق کے بیانات ہوئے۔ جناب آصف رشیدی، مفتی محمد یونس انس، اور دیگر حضرات نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ رات گئے تک یہ عظیم الشان اجلاس جاری رہا۔

۲۸۔ ۱۹ مارچ پاکستان کے دالعلوم دیوبند جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں بعد از مغرب ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ عالمی مجلس ساہیوال کے امیر مولانا مفتی کلیم اللہ رشیدی نے صدارت کی، جامعہ کے ناظم مولانا قاری سعید احمد ابن شہید رحمہ اللہ نے سٹیج سیکرٹری اور میزبانی کے فرائض سرانجام دیے۔ ساہیوال مجلس کے ناظم عمومی قاری عبدالجبار، مولانا عبدالحکیم نعمانی نے ان تمام انتظامات کو بخیر و خوبی سرانجام دیا۔ جس میں مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا حق نواز خالد، مولانا اللہ وسایا صاحب، مولانا ضیاالدین آزاد کے بیانات ہوئے۔

۲۹ ۲۰ مارچ کوریناله خورد بعد از نماز ظہر اور بعد از نماز عشاء پاک پتن، ۲۱ مارچ وہاڑی، ۲۱ مارچ بعد از نماز عشاء اوکاڑہ، ۲۲ مارچ جھنگ، ۲۳ مارچ خوشاب، ۲۴ مارچ بعد از ظہر پپلاں ضلع میانوالی، بعد از عشاء کندیاں شریف۔ ۲۵ مارچ بعد از ظہر ہرنولی، بعد از عشاء دریا خان، ۲۶ مارچ بعد از صبح بھکر بعد از ظہر جمن شاہ، بعد از عشاء لیہ، ۲۷ مارچ چنیوٹ، ۲۸ مارچ قبل از ظہر چناب نگر، بعد از عشاء فیصل آباد، یہ ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہو چکیں ہیں۔ ان کی تفصیل اور دیگر اس ماہ میں منعقد ہونے والی کانفرنسوں کی رپورٹ اگلے شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ اس پہلے مرحلہ کی آخری کانفرنس ۱۱۔ اپریل کو مرکزی دفتر ملتان میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوگی۔ جس میں قائد جمعیت مولانا فضل الرحمان سمیت خطباء، علماء، مشائخ، دانشور، شیوخ حدیث شرکت کریں گے۔ اللہ رب العزت مجلس تحفظ ختم نبوت کی ان خدمات کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین!

بعثت رسول مقبول ﷺ!

مولانا وجدی الحسینی

پیغمبر اسلام، سرور انام سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی صبح ولادت تاریخ عالم میں کروڑوں جاں نثاران توحید کے لئے عموماً اور ہزاروں حق پسند وانسانیت دوست افراد کے لئے خصوصاً مژدہ روحانی، نوید کامرانی دیتی ہوئی نمودار ہوتی ہے۔ مذہب صداقت کے دیوانے، شمع رسالت کے پروانے آنحضرت ﷺ کی یادگرامی کو ایک مذہبی فرض سمجھ کر ہی نہیں قائم کرتے۔ بلکہ وہ دعوت حق کی یاددہانی کے لئے اس لئے اہمیت دیتے ہیں کہ: ’’گم کردہ راہ انسانیت کو اس وجود مقدس ﷺ کی تشریف آوری کے طفیل منزل حقیقت کا راستہ ملا۔ دنیا کی منتشر اور بکھری ہوئی قوموں کو اس مبارک ہستی کی بعثت کی بدولت رشتہ اتحاد میں منسلک ہونے کا شرف حاصل ہوا۔‘‘

مشرق ومغرب کے تشنہ وحقانیت پسند روحوں کو اس ذات والا صفات سے روحانی تسکین واطمینان کا جام نورانی نصیب ہوا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ وقتاً فوقتاً عالم انسانیت کے اس محسن اعظم ﷺ کی حیات مبارکہ اور سیرت طیبہ کا غور وفکر سے مطالعہ کیا جائے۔ تاکہ اس عالمگیر انقلاب کی پہلی صدا اور ہمہ گیر دعوت اصلاح کی پہلی آواز اور اس سے پیدا شدہ عمومی تغیرات، انسانی ترقیات سے ہم درس لیں اور نگاہ عبرت حاصل کریں۔

روم وایران کی حالت

جو ربانی صدا آج سے چودہ سو برس پہلے فاران کی چوٹیوں سے بلند ہوئی تھی۔ اس کی آواز بازگشت آج دنیا کے کونے کونے میں گونج رہی ہے۔ چھٹی صدی عیسوی کی صبح تاریخ عالم کے افق پر بڑے بڑے خطرات ومشکلات کو لے کر طلوع ہوئی۔ دنیا کی دو عظیم شہنشاہتیں رومی وایرانی خدا کی مخلوق پر عذاب الٰہی بن کر مسلط ہو چکی تھیں۔ راعی رعایا، کا علاقہ نعوذ باللہ خدا کا اور بندہ کا علاقہ بن گیا تھا۔

شاہیت کی اس چکی کے پاٹوں کے بیچ میں انسانیت پس رہی تھی۔ حکمران طبقہ کی عیش پرستیوں اور اس کے لادے ہوئے ٹیکسوں کے بوجھ تلے تمام انسان کراہ رہے تھے۔ اونچ نیچ کا فرق، ذات پات کا جھگڑا، غربت وامارت کا امتیاز، محنت وسرمایہ کا نزاع اور حاکم ومحکوم میں صدیوں کی دیرینہ کشمکش، انسانیت کو دو حصوں میں بانٹ رہی تھی۔ ایرانی شہنشاہیت اور رومی بادشاہت کی مسلسل جنگوں نے انسانیت کے بنیادی سوالوں کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ اقتدار پرستوں کے لئے عوام کی توجہات کو پھنسانے کا جال اس بیسویں صدی میں بھی جنگ اور اندیشہ جنگ سے بڑھ کر اور کیا ہے؟۔

ہندوستان ویورپ کے حالات

ہندوستان اس وقت بودھ مت، ہندو مت کی باہمی آویزش کا شکار تھا۔ تشدد کے حامی، عدم تشدد کے ماننے والوں پر مظالم کے پہاڑ توڑ رہے تھے۔ سدا بہار اختلافات کے شعلوں میں ہمارا چمن جھلس رہا تھا۔ یورپی قومیں وہاں کی وحشی قوموں گاتھ وغیرہ کے حملوں کا نشانہ بنی ہوئی حیوانی زندگی بسر کر رہی تھیں۔

جزیرۃ العرب کے حالات

خود جزیرۃ العرب دنیا بھر کی برائیوں کا گہوارہ اور ہر طرح کی خرابیوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔ گویا چھوٹے پیمانہ پر اس وقت مکہ میں ایرانی کجکلاہوں کا غرور ونخوت، رومی شہنشاہوں کی دولت پرستی، ہوس رانی، ہندوستان کا نسلی فخر وپندار، یورپ کی وحشت وجہالت سمٹ آئی تھی۔ جاہلیت قدیمہ کی ہر سوسائٹی اس چھوٹی سی بستی میں مل سکتی تھی۔

ایرانی شہنشاہ کے غرور وپندار اور اس کی نظر میں عربوں بلکہ کل محکموں کی حیثیت کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ: ''جب بعثت کے چھٹے سال آنحضرت ﷺ نے شاہان عالم کے نام خداوندی پیغام کے پہنچانے کے لئے خطوط بھیجے تو ایران کے بادشاہ کے نام بھی ایک مکتوب گرامی ارسال کیا گیا۔''

شاہ ایران کا انجام

رسول مقبول ﷺ نے دعوتی اصول کے مطابق ''محمد رسول اللہ کی جانب سے ایرانی بادشاہ کی طرف'' کے عنوان سے خط کا آغاز فرمایا تھا۔ آنحضرت ﷺ کے نام مبارک کو اپنے نام سے پہلے دیکھ کر شہنشاہ ایران اس قدر آتش زیرپا اور برافروختہ ہوا کہ فرعونی لہجے میں بولا: ''ہمارا بندہ ہوکر یہ مدعی (نعوذ باللہ) اپنا نام مابدولت کے نام سے پہلے لکھتا ہے۔ اس گستاخی کے لئے باذان گورنر ایران کو لکھ دیا جائے کہ وہ محمد ﷺ کی مشکیں باندھ کر ہمارے دربار میں حاضر کردے۔''

پھر آنحضرت ﷺ کے نامہ مبارک کو چاک کر دیا اور سفیر رسول کے ساتھ بدعنوانی کا معاملہ کیا۔ جب حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ: ''اس نے ہمارے نامہ کو نہیں بلکہ اپنی حکومت کو پارہ پارہ کر دیا۔''

حضور صادق مصدوق علیہ التحیۃ والتسلیم کی سچائی کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ ایرانی شہنشاہیت کے مسلمانوں کے ہاتھوں پر پرخچے اڑانے کے بعد آج تک مجوسیوں کو کہیں حکومت نصیب نہ ہوسکی۔ جب کہ اس واقعہ پر چودہ صدیاں بیت چکی ہیں اور بہت سی پسماندہ قومیں تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوکر کوس لمن الملک بجارہی ہیں۔ بہر حال حضور ﷺ کی بعثت کے وقت ظلم وستم فساد وخرابی کی پھیلی ہوئی اندھیریوں نے شب دیجور یا اندھیری رات کا منظر پیدا کر دیا تھا۔

جب بساط عالم پر تاریکیاں انتہائی دبیز چادریں پھیلا دیتی ہیں۔ جب شاداب پر بہار تختۂ گیتی خشک سالی کا شکار ہوکر چٹیل میدان بن جاتا ہے تو تاریکیوں کی انہیں دبیز چادروں سے نقاب الٹ کر رحمت خداوندی اپنے جہاں آراء جمال اور تبسم آفریں روشنی سے دنیا کو مطلع انوار بنا دیتی ہے اور خشک سالیوں، قحط ناکیوں کے اس بھیانک موسم ہی سے خدا کی رحمت کے جھونکے نوید مسرت بن کر ہر خطۂ زمین کو سرسبز وشاداب بنانے کے لئے مستعد وسرگرم ہو جاتے ہیں۔ قدرت کے اسی قانون کے مطابق جب خالق کائنات نے تمام زمین والوں پر نگاہ ڈالی تو نہ عرب کی بنجر زمین قبل توجہ تھی اور نہ عجم کے مرغزار درخور اعتناء تھے۔ اہل کتاب کے کچھ بچے کھچے افراد خدا پرستی سے یک گونہ آشنا و رہ گئے تھے۔ ورنہ ساری دنیا اس بنیادی حقیقت کی طرف سے خواب غفلت میں مبتلا تھی۔

آفتاب ہدایت کا طلوع

اس ظلمت زدہ ماحول اور اس تیرہ و تار فضا میں حضرت محمد ﷺ آفتاب ہدایت، ابر رحمت بن کر تشریف لائے۔ سرور کائنات، فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والتحیات اعلان نبوت سے پہلے اپنی قوم کے دلارے، ان کی آنکھوں کے تارے تھے۔ پوری قوم نے صادق وامین کا معزز لقب آپ کی سچائی، امانتداری کی وجہ سے پہلے ہی سے دے رکھا تھا۔ جس راستے سے گذر جاتے ”جاء الصادق الامین “(سچے امانتدار آئے) کی آوازوں سے فضا گونج اٹھتی تھی۔

بچپن ہی سے اچھی باتوں، مخلوق خدا کی خدمتوں رفاہ عام کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

معاہدۂ حلف الفضول آپ کی نوعمری کا اہم کارنامہ ہے۔ جس میں آنحضرت ﷺ شریک تھے۔ آج کل کی زبان میں وہ ایسی سوسائٹی تشکیل دی گئی تھی کہ جس میں غریبوں کی خبر گیری، مصیبت زدہ لوگوں کی ہمدردی وغمگساری، باہر کے آنے والے زائروں کی امداد ونصرت فرمائی اور یتیموں، بیواؤں کی دستگیری اس کے ممبروں کے فرائض میں داخل تھی۔

آپ کی محبوبیت وہر دلعزیزی اعلان نبوت سے پہلے

ان امور اور آپ کی عصمت وپاکبازی نے قریش کے دلوں میں محبوب بنادیا تھا۔ آپ کی محبوبیت وہر دلعزیزی کا اندازہ حجر اسود کے نزاعی واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ قریش مکہ نے بیت اللہ کی از سر نو تعمیر کے بعد (جب کہ وہ سیلابی حملوں کی وجہ سے شکستہ ہوگیا تھا) حجر اسود (جو جنت کا ایک مقدس پتھر ہے) کو اس کے مقام پر رکھنے کا ارادہ کیا تو آپس ہی میں جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا۔ ہر قبیلہ اس مقدس پتھر کو اپنے ہاتھوں رکھ کر اس شرف وبزرگی کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ قریب تھا کہ تلواریں میانوں سے نکل آئیں۔ بعض بوڑھے سمجھدار لوگوں نے بیچ بچاؤ کر کے یہ طے کرادیا کہ جو کل سب سے پہلے حرم شریف میں داخل ہو اس کو پنچ بنالیا جائے۔

خوش قسمتی سے حضور اکرم ﷺ سب سے پہلے تشریف لائے۔ پوری قوم نے بڑی خوشی سے استقبال کیا اور آنحضرت ﷺ کو ثالث بالخیر بنایا۔

حضور انور علیہ السلام کی قوت فیصلہ، شان تدبر کا عجیب وغریب مظاہرہ ہوا۔ جس نے آپ کی قوم کو اور دل وجاں سے گرویدہ بنالیا۔

حجر اسود کی تنصیب

آنحضرت ﷺ نے اس مقدس پتھر کو چادر مبارک میں رکھ کر اس کا ایک ایک کونہ ہر قبیلہ کے نمائندے کے ہاتھ میں دے دیا۔ جنہوں نے اس کے مقام تک پہنچایا۔ تب آنحضرت ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اٹھا کر اصلی جگہ پر نصب کر کے اپنے جد امجد معمار حرم حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی اس بابرکت تعمیر پر مہر تکمیل ثبت کر دی۔ اس وقت بیاض حیات کا پینتیسواں ورق الٹ رہے تھے۔ اس مقام پر پہنچ کر ایک زبردست سوال پیدا ہوتا ہے جو حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کے سمجھنے میں بڑی پیچیدگی پیدا کرتا ہے۔ لیکن اس کے جواب ہی سے سوانح مبارکہ کی اہم حقیقت کی گرہ کھل جاتی ہے۔

وہ یہ کہ جب حضور علیہ السلام اپنی قوم کے اس قدر محبوب اور ہر دلعزیز انسان تھے تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ جوں ہی چالیسویں سال آپؐ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور مخلوق خدا کے سامنے دعوت الٰہی کو پیش کیا۔ مکہ کی در و دیوار مخالف بن گئی۔ قریش کا ہر سردار جو ہر وقت آنکھوں میں جگہ دینے کے لئے تیار تھا۔ اچانک اس کی آنکھوں کا کانٹا بن گئے۔ آفتاب عالمتاب رسالت مآب ﷺ کی وہ محبوبیت و ہر دلعزیزی (معاذ اللہ) یکا یک کافور ہوگئی۔ خود آپ ﷺ کے حقیقی چچا ابولہب نے مخالفت کا روپ دھار لیا۔ اپنے بیگانے ہوگئے۔ بیگانوں نے دشمنی کے لئے تلواریں سونت لیں۔

سرزمین مکہ آپ پر تنگ کردی گئی

غرض مکہ کی وہ زمین جس کی پشت پر آنحضور ﷺ نے محبوبیت کا زمانہ گذارا تھا، مکہ کا وہ آسمان جس کے سائبان کے نیچے قوم نے ہاتھوں ہاتھ لیا تھا۔ یہ زمین و آسمان یکسر بدل گئے۔ زمین سخت بن گئی اور آسمان دور ہوگیا۔ بظاہر یہ حل طلب سوال بہت مشکل نظر آتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ جس پیغام خداوندی اور جس دعوت الٰہی کو لے کر کھڑے ہوئے تھے۔ اس کو سمجھ کر ماننے کا تقاضا ہی یہی تھا۔

عقیدہ توحید پر وحدت آدم کی تشکیل

پوری قوم مخالفت پر تل جائے۔ کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ''جس کے ظاہری معنی تو یہ ہیں کہ:'' خداوند قدوس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے سچے رسول ہیں۔''

لیکن اس کی حقیقت بہت بلند ہے۔ وحدت الٰہیہ کا یہ عقیدہ تمام نئی اور پرانی جاہلی تہذیبوں کے خلاف ایک کھلا چیلنج ہے۔ جس میں نسل پرستی، دولت پرستی، اقتدار پرستی، عصر حاضر کی جارحانہ قوم پرستی، وطن پرستی، غرض خلاق عالم کی سچی پرستش کے سوا جملہ پرستاریوں سے اظہار بیزاری کا معاہدہ ہے۔ تمام بنی نوع انسان سے علاقہ مساوات و ہمدردی کا عہد و پیمان ہے۔ عقیدۂ وحدت الٰہ کے نتیجہ میں وحدت آدم کی بنیاد پر معاشرہ و سماج کی تشکیل کے عزم کا اعلان ہے۔ وقت کے ابوجہلوں، ابولہبوں کے لئے (جو برخود غلط نسلی، وطنی و مالی غرور کے نشہ میں مست ہیں) آج بھی محمد ﷺ کی لائی ہوئی دعوت توحید، نوع انسانی کی سچی مساوات، معاشی و معاشرتی عملی یکسانی کے مسئلہ کا گلے اترنا دشوار ہے اور جس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان خداوندی تعلیمات کو اہل عرب کے سامنے پیش کیا تھا۔ اس وقت ان کے سروں پر تفوق و برتری اور ذاتی بڑائی کا بھوت سوار تھا۔

کفر و جاہلیت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی زندگی سے ایک دم دستکش ہوجانا، آبائی و خاندانی رسم و ریت سے منہ موڑ لینا، خواہشات کی غلامی سے نکل کر خدا کی بندگی اختیار کرنا بڑا کٹھن کام تھا، نفس کو ان کٹھن مرحلوں سے گزار کر محبت خداوندی کی منزل تک پہنچانا مردان حق ہی کا کام ہے۔

ابوجہل، امیہ، عتبہ، شیبہ وغیرہ منکران اسلام کے لئے سب سے زیادہ مکروہ و ناگوار بات یہی تھی کہ محمد ﷺ (جو خود ایک اعلیٰ خاندان ہاشم کے چشم و چراغ ہیں) ہم روسائے قریش کو غلاموں، بلال، صہیب، عمار ابن یاسرؓ وغیرہ کی صف میں بٹھانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ہم خانہ کعبہ کے متولی، خاندان قریش کے سردار، غیر معمولی دولت و ثروت اور شرافت کے حامل اور سارے عرب کے مالک و مختار ہیں۔

آپ کی دعوت نے مساوات کا درس دیا

حضور ﷺ کی لائی ہوئی دعوت حق نے جاہلیت کے تمام اسباب غرور ونخوت کو مٹا کر حقیقی مساوات کا صور پھونکا۔ انسانوں کو غلامی کی بوجھل زنجیروں سے، ہر فرد کو آزادی کا پیغام دیا۔ میدان عرفان کے الوداعی خطبہ میں انسانیت کو جو عظیم الشان منشور مرحمت فرمایا اس کے یہ تاریخی جملے یادگار عالم ہیں۔

”الناس کلکم بنوادم وادم من تراب فلا فضل لعربی علی عجمی ولا لاحمر علی اسود “تمام انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے۔ اس لئے کسی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں اور نہ گورے کو کالے پر۔

ادھر آنحضرت ﷺ نے ان انسانوں کا (جو آقائے حقیقی سے ٹوٹ کر غیروں سے رشتہ جوڑ چکے تھے) اپنے خالق ومالک سے تعلق استوار کیا اور ادھر باہم انسانوں میں خوشگوار تعلقات کا دروازہ کھولا۔ اگر ایک طرف خدا کی بچھڑی ہوئی مخلوق کو اپنے پیدا کرنے والے سے ملایا تو دوسری طرف انسان، انسان کے درمیان وہ اصلی رابطۂ انس ومحبت کو تازہ کیا کہ خزاں رسیدہ گلشن میں بہار آ گئی۔ تعلقات کی اندھیری دنیا میں ہمدردیوں کی شعاعیں پھیل گئیں۔ جو لوگ باہمی خون کے پیاسے تھے وہ ایک دوسرے پر جان قربان کرنے لگے۔ جو خود غرضی اور ہوس پرستی کے مجسمہ تھے، ایثار ورحمدلی کے پتلے بن گئے اور سارے جہاں کے درد سے ان کے سینے معمور ہو گئے۔ خدا کی پریشان حال، پراگندہ بال بندوں کی خدمت ان کی زندگی کا عنوان بن گیا۔

آپؐ نے انسانیت کا سر بلند کر دیا

محمد ﷺ نے انسانیت (جس نے پتھروں، جانوروں، درختوں، پہاڑوں، دریاؤں کے آگے ماتھے ٹیک کر خود کو ذلیل وخوار کر رکھا تھا) خدائے وحدہٗ لاشریک لہ کے آستانہ پر کھڑا کر کے اس کو واقعتاً سر بلندی وسرفرازی بخشی، محکومی وغلامی کی پستیوں سے نکال کر خودداری وخودشناسی کی چوٹیوں پر لیجا کر کھڑا کر دیا۔

آنحضرت ﷺ کے اخلاق شریفانہ نے عرب کے بدوں کی کایا پلٹ دی۔ جن کے دل ان کے پہاڑوں کی طرح سخت، جن کے مزاج ان کے ملک کے بگولوں کی طرح تندوتیز تھے۔ حضور ﷺ نے ان پتھروں کو موم اور ان وحشیوں کو رام کر لیا۔

مشہور واقعہ ہے کہ ایک اکھڑ بدو تاجدار مدینہ ﷺ کی خدمت مبارک میں آیا۔ حضور ﷺ نے اس نووارد مہمان کا خندہ پیشانی سے استقبال کیا اور حق میزبانی ادا کیا۔ اس اجڈ گنوار نے رات میں مہمانی کی دعوت میں اپنے پیٹ کو اناڑی کی بندوق کی طرح بھر لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنا بستر مبارک سونے کے لئے بچھایا۔ آدھی رات کو اس نے آپ کے بستر کو گندہ کر کے گھر کی راہ لی۔ جب صبح سویرے حضور ﷺ اس کی خبر لینے اٹھے تو یہ ماجرا نظر آیا۔ رسالت مآب ﷺ اپنے دست مبارک سے بستر کو پاک فرمانے لگے۔ ادھر وہ بدو جب دور نکل گیا تو اپنی قیمتی تلوار یاد آئی جو جلدی میں مدینہ بھول آیا تھا۔ مجبوراً واپس ہونا پڑا۔ یہاں پہنچ کر جب یہ حیرت ناک منظر دیکھا اور حضور ﷺ کی چشم عنایت سے سابقہ پڑا تو بھونچکا ہو کر رہ گیا۔

ناقابل فراموش ...... حمیت آموز!

مولانا محمد اکرم طوفانی

اللہ کی کتاب قرآن مجید نہ صرف عقائد اور اعمال کا مجموعہ بلکہ تاریخ انسانیت کی ایک ایسی مرقع اور مسجع تاریخ ہے۔ جس کا ہر واقعہ حق وصداقت کا ایک ایسا نایاب گوہر ہے جو قیامت تک ہر فرد کے لئے مشعل راہ بھی ہے اور حق وصداقت کے موضوع پر کام کرنے والوں کے لئے راہبر وراہنما بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مقدس میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ''وما ارسلنا من قبلك من رسول الا كانوا به يستهزؤن''

دنیا میں ایک رسول بھی ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ ٹھٹھہ، مزاح اور استہزاء نہ کیا گیا ہو۔ یہاں سے ہر وہ شخص جو داعی ہونے کا فریضہ ادا کرے گا۔ اپنے لئے راہ متعین کر سکتا ہے کہ جب اللہ کے معصوم انبیاء اور فرشتہ سیرت انسان حق وصداقت کے راستے میں ستائے گئے اور ان کو مختلف تکالیف کا سامنا کرنا پڑا تو پھر موجودہ دور کے داعیین حق ان جملہ اوصاف سے بے خبر رہ کر کس طرح اپنا فریضہ ادا کر سکیں گے۔ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت نے تبلیغ دین اور اظہار حق وصداقت کے لئے جن مصائب وآلام کا سامنا کرنا پڑا اور جو نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس کی مثال تاریخ انسانیت میں کسی بھی ہادی اور راہبر راہنما کے حالات میں نہیں ملتی۔

کفار مکہ نے جس قدر ناقابل برداشت تکالیف پہنچائیں اور جبر واستبداد کا جو ناپاک اور ناروا سلسلہ جاری رکھا۔ وہ بھی ان نفوس قدسیہ کے رضاء توکل قوۃ برداشت اور ایمانی طاقت میں کوئی کمی پیدا نہ کر سکا۔ بلکہ ان کے روحانی مدارج میں روز بروز ترقی کے اضافہ کا سبب بنتا چلا گیا۔

بازاروں، گلی کوچوں میں ہنسی مزاح ہوتا۔ مٹی کے روڑے اور پتھر ان پر برسائے جاتے۔ کیچڑ ان پر پھینکا جاتا، جب آپ ﷺ شہر سے گذرتے تو ابولہب اور دوسرے مخالفین آپ ﷺ کو گالیاں بکتے۔ ہجو آمیز شعر پڑھتے اور آپ ﷺ کے راہ گذر میں کانٹے بچھاتے۔ صرف جرم یہ تھا کہ اس پر آشوب دور میں حق وصداقت کا اظہار کیوں کر رہے ہیں۔ نعرہ حق کیوں بلند کیا جارہا ہے۔ آواز صداقت کیوں زبان سے نکالی جارہی ہے اور کلمۂ توحید ہمارے کانوں تک کیوں پہنچایا جارہا ہے۔ اس راستے میں جو تکالیف آئی تھیں ان سے حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کی مقدس جماعت بے خبر نہ تھی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اطلاع فرمادی تھی۔ ''وما ارسلنا من قبلك من رسول الا كانوا به يستهزؤن''

لیکن رب کعبہ کی قسم ان مقدس ہستیوں کو کوئی بھی جسمانی اذیت اور دنیاوی خطرہ ان کو اپنے فرض اور اظہار حق سے ایک انچ بھی پیچھے سرکا نہ سکا۔ مشرکین وحشیانہ حرکات کا ارتکاب کرنے لگے۔ مسلمانوں کو زدوکوب کرنا روزانہ کا مشغلہ بن گیا۔ بعض صحابہؓ کو تپتی ہوئی ریت پر لٹایا جاتا۔ بعض کو بالوں یا پاؤں سے پکڑ کر پتھریلی زمین پر گھسیٹا جاتا۔ لیکن خدا کے پیارے نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ اور ان کے صحابہؓ کی مقدس جماعت ان تمام تکالیف کو صبر ورضاء کے ساتھ برداشت کرتے رہے۔

یہ سب کچھ اس لئے روا رکھا جاتا تھا تاکہ آنحضرتﷺ اور آپ کے صحابہ ظلم و بربریت سے تنگ آکر دین حق کی اشاعت اور تبلیغ سے باز آجائیں۔ لیکن یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے۔ آپﷺ نے صحابہ کو ہجرت حبشہ کا حکم دیا اور کفار مکہ وہاں بھی پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت دائمہ کے مطابق ان کو وہاں سے ذلیل و رسوا کر کے واپس کیا اور پھر ان ظالموں نے مکہ واپس آکر اپنے ظلم و تشدد میں مزید اضافہ کر دیا۔

مہاجرین کی دوسری جماعت

کفار کا غیظ و غضب روز بروز بڑھ رہا تھا۔ خصوصاً اس لئے کہ باوجود ایذاء رسانی کے بھی محمدﷺ نہ اپنے ارادوں سے باز آئے ہیں اور نہ ہی ان کی جماعت حضورﷺ کا ساتھ چھوڑتی ہے۔ آقاﷺ نے جب مسلمانوں کی اس ناگفتہ بہ حالت کو دیکھا تو تنگ آکر نبوت کے چھٹے سال میں مہاجرین کی دوسری جماعت جس میں بچوں سمیت ایک سو مہاجر تھے ملک حبش میں روانہ کی۔

حضورﷺ کی ابوطالب سے مثالی گفتگو

قریش مکہ نے جب محسوس کیا کہ ہمارا کوئی بھی جبر و ظلم ان حضرات کو اپنے مشن سے روک نہ سکا تو اس بات پر اتفاق کر لیا کہ نعوذ باللہ اگر محمدﷺ کو قتل کر دیا جائے تو یہ تمام فتنہ فرو ہو سکتا ہے۔ بصورت دیگر نہ تو ہمارے صنم جن کی ہم پوجا کرتے ہیں وہ سلامت رہیں گے اور نہ ہمارے رسوم و عادات سیر جن کے ہم آباؤ اجداد کے زمانے سے ہی پیرو چلے آرہے ہیں وہ باقی رہ سکیں گے۔ چنانچہ چند امرائے قریش حضورﷺ کے چچا ابوطالب کے پاس آئے اور بڑی ہی عاجزی اور مسکنت کے ساتھ گویا ہوئے کہ تیرا بھتیجا آئے دن ہمارے معبودوں کی نفی کرتا ہے اور ہماری قدیم روایات کو باطل ٹھہراتا ہے۔ ہمارے خداؤں کو برا کہتا ہے۔ یا تو آپ ہماری معروضات عاجزانہ پر توجہ کریں اور ان کو روکو اور ان کو سزا دو ورنہ ہم خود ہی ان کو سزا دیں گے۔ یا پھر تم بھی اس کے طرفدار بن جاؤ۔ تاکہ تم دونوں کا ہم ایک ہی دفعہ فیصلہ کر دیں۔ ابوطالب نے جب دیکھا کہ بھتیجے کے ساتھ چچا کی جان کو بھی خطرہ لاحق ہو رہا ہے۔ کفار مکہ دھمکی آمیز اور اٹل فیصلہ کر چکے ہیں تو آنحضرتﷺ کو بلایا اور سارا واقعہ بیان کر کے التجاء کی کہ مجھ پر ایسا بوجھ نہ ڈالو جو میری طاقت سے باہر ہو۔ تمہاری اور تمہارے ساتھ میری جان بھی خطرہ میں ہے۔ ان دونوں کا بچانا آپﷺ کے اختیار میں ہے۔

آپﷺ نے نہایت اطمینان قلبی سے جو جواب دیا وہ آج بھی ہر دین کے داعی کے لئے مشعل راہ ہے۔ آپﷺ نے فرمایا۔ چچا جان اگر یہ لوگ سورج کو میرے داہنے ہاتھ پر اور چاند کو بائیں ہاتھ پر رکھ دیں تو تب بھی میں تبلیغ حق اور اظہار صداقت سے باز نہ آؤں گا۔ حضور اکرمﷺ کے ان پاکیزہ جملوں کا مطلب واضح ہے کہ بظاہر ایک ناممکن کام یہ بھی ممکن بنا دیں تو میں پھر بھی اپنے مشن سے ایک لحہ بھی پیچھے ہٹنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ آپﷺ کے اس استقلال اور ثابت قدمی کا یہ نتیجہ ہوا کہ ابوطالب بے اختیار بول اٹھے۔

’’اے محمد (ﷺ) تو جو چاہتا ہے۔ کرگذر، رب کعبہ کی قسم میں تجھے کبھی بھی نہ چھوڑوں گا۔‘‘ یہ وہ جملے ہیں جو بظاہر ایسے انسان کی زبان سے نکل رہے ہیں جو ابھی آپ پر ایمان نہیں لائے اور سب کچھ گوارا کیا۔ مکہ میں رہنے والی بیسیوں برادریوں کو چھوڑ دیا۔ لیکن محمد ﷺ کا ساتھ چھوڑنے کا تصور بھی لانا مکروہ سمجھا۔

دوسری طرف آج ہم مسلمان ہیں اور قادیانی جو حضور ﷺ کی ختم نبوت کے نہ صرف خود منکر ہیں بلکہ کئی جگہ بے خبر مسلمانوں کے ایمانوں پر ڈاکے ڈالنے کے لئے ہمہ تن مصروف ہیں۔ الحمدللہ! ہم مسلمان ہیں۔ حضور ﷺ کے نام لیوا ہیں۔ حضور ﷺ کی ختم نبوت کی وجہ سے ہماری مساجد اور مدارس آباد ہیں۔ لیکن قادیانیوں کی قبیح چالوں اور مکروفریب کے جعلی اخلاق سے اس قدر متاثر ہیں کہ ہم ان بے ایمانوں سے اپنے تعلقات ختم کرنے کا ارادہ تک بھی نہیں کرتے۔ ابوطالب کے وہ جملے ہر مسلمان کو آوازیں دے کر پکار رہے ہیں کہ اے محمد مصطفی ﷺ کے نام لیواؤ میں کفر کی تمام بڑی بڑی طاقتوں کے ساتھ ٹکرا گیا اور ان کو چھوڑ دیا۔ کیا تم اپنے آقاء کے لئے تاریخ انسانیت کے بزدل ترین اشخاص قادیانیوں کو نہیں چھوڑ سکتے۔ آج قادیانی صرف اس لئے معرض وجود میں ہیں کہ مسلمان ان کا بائیکاٹ نہیں کرتے۔ ان کو نہیں چھوڑتے اور آقا ﷺ کی نسبت کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی شخص یہاں یہ سوال کرے کہ ابوطالب کا چونکہ حضور ﷺ سے خونی رشتہ تھا اور انسان خونی رشتوں پر قربانی دے ہی دیا کرتے ہیں۔ تو کاش کہ مسلمان کبھی اللہ کے قرآن پر نظر ڈال لیتے اور قرآن کی اس نصیحت کو سامنے رکھ لیتے تو شاید حضور ﷺ کی ذات اور آپ کی محبت کو دنیا کے کسی بھی رشتے سے اعلیٰ اور برتر سمجھنے میں کامیاب ہو جاتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ’’النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم‘‘ نبی کریم ﷺ ایمان والوں کے نزدیک دنیا کے تمام نفوس سے برتر، اعلیٰ اور اولیٰ ہیں۔

بات صاف ہے۔ اللہ نے ایمان کی گواہی اس قلب کی دی ہے۔ جس میں حضور ﷺ کی ذات دنیا کے تمام رشتوں اور قرابتوں سے برتر ہوگی۔ بھلا خونی رشتہ نسبت مصطفوی ﷺ کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتا ہے۔ اگر ہمارے حکمران اور ہمارے جملہ مسلمان دنیا سے حالت ایمان پر رخصت ہونا چاہتے ہیں تو خدا کی قسم ان کو حضور ﷺ کی ذات کریم کو ترجیح دینی ہوگی اور قادیانیوں اور مرزائیوں سے مکمل بائیکاٹ کر کے ان کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ ہم قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کریں گے اور ان سے اپنے تمام رشتے اور ناطے ختم کر کے صرف اور صرف نبی کریم ﷺ کی ذات ہی کو ترجیح دیں گے۔ ہمارے سادہ لوح مسلمان اکثر اوقات ان کے جعلی اور بناوٹی اخلاق سے متاثر ہو کر ان کے ساتھ راہ رسم بڑھا لیتے ہیں اور ان سے محبت کی پینگیں بڑھا کر ان سے تعلقات استوار کر لیتے ہیں اور یہاں تک کہ اکثر مسلمان قادیانیوں کو نہ صرف السلام علیکم کہتے ہیں۔ بلکہ شنید ہے کہ بعض غافل مسلمان اور خصوصاً پڑھا لکھا طبقہ جو موجودہ دور میں اپنے آپ کو (ایجوکیٹڈ) کہلاتا ہے۔ اگر کوئی قادیانی ڈاکٹر یا وڈیرا آجائے تو اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور دونوں ہاتھ ماتھے پر رکھ کر السلام علیکم کہتے ہیں۔ (جاری ہے)

خانقاہ چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ للہ شریف!

تحریر: صاحبزادہ مولانا محمد حسینؒ خلیفہ ارشد شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ

اس خانقاہ کے بانی قدوۃ العارفین حضرت مولانا خواجہ فیض بخش چشتی نظامی قدس سرہ ہیں۔ آپ نسباً تمیمی انصاری ہیں۔ یعنی صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت تمیم انصاریؓ کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت تمیم انصاریؓ، انصار بنی خزرج کی ذیلی شاخ بنی نجار میں سے ہیں (اسد الغابہ) جو کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ننہالی خاندان ہے۔ حضور ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب کی والدہ ماجدہ سلمٰی بنت عمر اسی خاندان میں سے تھیں۔ اسی لئے حضور نبی کریم ﷺ انصاریوں کو اپنا ماموں فرمایا کرتے تھے۔

تاریخ وتراجم کی تمام کتابوں میں لکھا ہے کہ قریش مکہ تجارت پیشہ تھے اور انصار مدینہ زراعت پیشہ تھے۔ مدینہ شریف کی زرعی اراضی اور باغات وغیرہ انصار ہی کے تھے۔ کچھ حضرات تجارت بھی کرتے تھے۔ حضرت سعد بن معاذؓ، حضرت سعد بن عبادہؓ اور حضرت ابوایوب انصاریؓ میزبان رسول ﷺ انصار کے رؤسا میں سے تھے۔

ولید بن عبدالملک اموی کے عہد حکومت میں جب محمد بن قاسمؒ نے ۹۳ ہجری، ۷۱۱ء میں سندھ فتح کیا تو اس کے ساتھ دوسرے عرب قبائل کے علاوہ قبیلہ بنی تمیم انصاری بھی آیا اور محمد بن قاسمؒ کے بعد سندھ کی حکومت پر فائز ہوا۔ ابوالفضل ''آئین اکبری'' میں لکھتا ہے کہ:

''محمد بن قاسمؒ کی وفات کے بعد چند سال تک اس ملک پر تمیم انصاری کی اولاد نے حکومت کی۔ اس قبیلہ کے بعد سومرہ خاندان حکمران ہوا۔'' (آئین اکبری مترجم اردو جلد اول ص ۱۰۵۷ مطبوعہ لاہور)

اسی طرح خواجہ نظام الدین احمد بخشی نے ''طبقات اکبری'' میں لکھا ہے کہ فتح سندھ کے ابتدائی دور میں سندھ کی حکومت حضرت تمیم انصاری کی اولاد کے ہاتھ میں رہی اور محمد اسلم بن محمد حفیظ نے ''فرحت الناظرین'' میں لکھا ہے کہ محمد بن قاسمؒ کے بعد اس علاقہ سندھ کی حکومت دو سو سال تک تمیم انصاری کی اولاد کے پاس رہی۔ سندھ کے مشہور مورخ میر علی شیر قانع نے اپنی کتاب ''تحفۃ الکرام'' میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔

انقراض حکومت کے بعد حضرت تمیم انصاریؓ کی اولاد میں سے ایک سردار حارث انصاری اپنے خاندان اور متبعین کے ہمراہ بسمد میں آباد ہوا جو کہ ملتان سے پینتیس میل کے فاصلہ پر آباد تھا۔ بسمد سے اس قبیلہ کے لوگ ملتان آگئے۔ ڈسٹرکٹ گزیٹیر ملتان (۲۴،۱۹۲۳) میں ضلع ملتان کے مواضعات ممدال وغیرہ (تھانہ الپہ) میں آباد تمیمی خاندان کے لوگوں کی جو روایت لکھی ہے۔ اس میں ان کا بیان ہے کہ:

''ہم لوگ عرب سے آئے ہیں اور تمیمی خاندان سے ہیں۔ تقریباً سات سو سال قبل ہمارا مورث اعلیٰ سنبھل شاہ تمیمی ملتان آیا اور یہاں کے حکمران کو معزول اور قتل کرکے اس علاقہ کا بادشاہ بن گیا اور چالیس سال حکومت کی۔ نیز ان لوگوں کا بیان ہے کہ ہمارے قبیلہ بنی تمیم کے مشاہیر میں سے چنیوٹ کے نواب سعد اللہ خان ہیں

جو کہ شہنشاہ شاہجہاں کے وزیر اعظم تھے اور دوسرے آگرہ کے شیخ جلال تھے جو کہ ہمایوں بادشاہ کے زمانہ میں مشہور اہل علم وفضل میں سے تھے۔(ڈسٹرکٹ گزٹیر ملتان ص۹۴)

یہ وہی آگرہ کے شیخ جلال ہیں جو کہ مشہور اہل طریقت الشیخ الفاضل شیخ یوسف تمیمی انصاری کے بھائی ہیں۔شیخ یوسف تمیمی انصاری سید اسماعیل بن سید ابدال حسنی اچی قادری کے خلیفہ اور داماد تھے اور ان کے صاحبزادہ شیخ افضل محمد تمیمی انصاری ابوالفضل اور ابوالفیض فیضی کے بہنوئی تھے۔لیکن ان کے ہم خیال نہ تھے۔شیخ افضل محمد کے صاحبزادہ شیخ عبدالصمد تھے جنہوں نے اپنی تصنیف ''اخبار الاصفیاء'' میں اپنے بزرگوں کے حالات لکھے ہیں اور ان کے ناموں کے ساتھ تمیمی انصاری ملتانی لکھا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضلع ملتان میں ممدال وغیرہ مواضعات میں جو تھیمی (تمیمی) خاندان آباد ہیں یہ سب تمیمی انصاری ہیں۔ملتان سے یہ قبیلہ چار شاخوں میں منقسم ہوکر مختلف مقامات پر آباد ہوا۔

ایک شاخ اکبرآباد (آگرہ) جاکر آباد ہوئی۔اس کے مورث اعلیٰ شیخ نصیرالدین تمیمی انصاری ہیں۔ان کی اولاد میں شیخ الفاضل عبداللہ انصاری، شیخ العالم الکبیر شیخ جلال الدین مذکور اور شیخ الفاضل شیخ یوسف تمیمی انصاری مشہور ومعروف علماء ومشائخ میں سے ہیں۔

دوسری شیخ سنبھل (ضلع مرادآباد، یوپی، انڈیا) میں آباد ہوئی جس کے ایک مشہور فرد نواب امین الدولہ امین الدین خان تھے جو کہ محمد شاہ بادشاہ کے بڑے امراء میں سے تھے۔ان کے بارے میں ''مآثر الامرا'' میں لکھا ہے کہ ان کا نسب حضرت تمیم انصاریؓ پر منتہی ہوتا ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاندان سنبھل شاہ تمیمی انصاری مذکور کی اولاد میں سے ہے۔جس نے قصبہ سنبھل کا نام اپنے مورث اعلیٰ سنبھل شاہ کے نام پر سنبھل رکھا۔جیسا کہ قصبہ للّہ کے بانیوں نے اپنے مورث اعلیٰ للّہ انصاری کے نام پر گاؤں کا نام للّہ رکھا۔

تیسری شاخ چناب کے کنارے چنیوٹ اور ریتڑا کی میں آباد ہوئی۔اس خاندان کے مشاہیر میں سے نواب سعداللہ خان تمیمی انصاری وزیر اعظم ہندوستان بعہد شاہجہان اور نواب وزیر خان گورنر پنجاب بعہد شاہجہان ہیں۔

چوتھی شاخ للّہ ضلع جہلم میں آباد ہوئی جس کے مورث اعلیٰ کا نام کالا تمیمی انصاری ہے جو کہ للّہ انصاری تمیمی کی چھٹی پشت کی اولاد میں تھے۔کالا تمیمی انصاری کی اولاد میں گیارھویں صدی ہجری میں مولانا کلیم اللہ انصاری تھے جو کہ صاحب علم وفضل اور علاقہ کے قاضی تھے۔مولانا کلیم اللہ تمیمی انصاری کے پڑپوتے حضرت مولانا خواجہ فیض بخش تھے۔ان کا شجرہ نسب اس طرح ہے:

مولانا خواجہ فیض بخش بن مولانا عبدالحفیظ بن مولانا محمد اعظم بن مولانا کلیم اللہ تمیمی انصاری۔اس سے آگے حضرت تمیم انصاریؓ تک شجرہ ہماری کتاب ''تذکرہ حضرت خواجہ فیض بخش'' میں لکھا ہوا ہے۔

حضرت خواجہ فیض بخش ۱۲۲۰ہجری کے قریب للّہ ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔حفظ قرآن اور تکمیل علم معقول

ومنقول کے بعد دہلی گئے اور وہاں حضرت سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی خدمت میں حدیث شریف پڑھی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کا ۱۲۳۹ ہجری میں وصال ہوگیا۔

۱۲۴۰ ہجری میں خواجہ فیض بخشؒ نے تکمیل علوم کے بعد مثنوی مولانا جلال الدین رومی پر ایک پرمغز حاشیہ تحریر فرمایا اور للہ شریف میں تعلیم وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اسی دوران آپ کے اندر جذبہ خداطلبی پیدا ہوا اور آپ نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری خلیفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور سلسلہ نقشبندیہ کا سلوک طے کیا۔

۱۲۶۲ ہجری میں آپ نے چشتیہ نظامیہ سلسلہ میں حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور ان سے مجاز ہوئے۔ حضرت تونسوی نے آپ کو اشاعت دین اور اشاعت سلسلہ کے لئے بیکانیر (راجستان) میں قیام فرمانے کا حکم دیا۔ وہاں آپ پانچ سال مقیم رہے اور سلسلہ تعلیم وتدریس کے ساتھ سلسلہ ارشاد جاری کیا۔ ۱۲۶۷ ہجری میں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کی وفات سے پہلے آپ حضرت تونسویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت تونسویؒ نے للہ شریف میں قیام کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ نے للہ شریف میں قیام پذیر ہوکر خانقاہ چشتیہ نظامیہ قائم کی اور تعلیم وتدریس کے ساتھ سلسلہ ارشاد جاری کیا۔ بہت لوگوں نے آپ سے علمی وروحانی فیض حاصل کیا۔ ۲۶ ذیقعدہ ۱۲۸۲ ہجری میں آپ کا وصال ہوگیا اور اپنی بنوائی ہوئی مسجد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

حضرت خواجہ فیض بخشؒ کی وفات کے بعد ان کے بڑے صاحبزادہ حضرت مولانا حافظ خواجہ ناصر الدین آپ کے جانشین ہوئے۔ ان کو حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی قدس سرہ نے خلافت دی۔ ان کی وفات ۱۳۳۴ ہجری میں ہوئی۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بڑے صاحبزادہ مولانا خواجہ فضل حسین ان کے جانشین ہوئے جن کو حضرت خواجہ حامد تونسویؒ اور حضرت خواجہ محمود تونسویؒ نے خلافت دی۔ ان کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادہ مولانا حافظ نظام الدینؒ ان کے جانشین ہوئے۔ ان کو حضرت خواجہ نظام الدین تونسویؒ نے خلافت دی۔ مولانا خواجہ فضل حسین کے دوسرے صاحبزادہ مولانا حافظ محمد اکرم (م۲۰۰۲ء) تھے۔ ان کو قطب وقت حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ نے اجازت وخلافت دی۔

مولانا حافظ نظام الدین کی وفات ۱۹۸۳ء کے بعد راقم السطور کو ان کا جانشین بنایا گیا۔ احقر کا تعلق اور نسبت روحانی قدیم سلسلہ چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ تونسویہ سے بھی ہے اور حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت کی ہے۔ حضرت اقدس کے ازراہ کرم اس عاجز کو بھی اجازت فرمائی ہے۔ حدیث میں یہ عاجز حضرت مولانا عبداللہ دھرم کوٹی تلمیذ رشید رئیس المحدثین حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ کا شاگرد ہے۔

الشیخ الربانی محمد انور حسین نفیس الحسینیؒ!

تالیف: عبدالواحد الخیاری
ترجمہ: مولانا غلام رسول دین پوری

شیخ عبدالواحد الخیاری السلجماسی الجزیری الندوی نے عربی زبان میں حضرت سید نفیس الحسینیؒ پر مقالہ تحریر کیا۔ جسے شائع کرکے ہمارے حضرت سید نفیس الحسینیؒ کو بھی بھجوایا۔ اس کا فوٹوسیٹ نسخہ مجلس کی لائبریری سے مل گیا۔ عربی مقالہ اور اس کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ اردو ترجمہ ماہنامہ لولاک کے مرتب حضرت مولانا غلام رسول صاحب دین پوری نے کیا۔ ادارہ

سيالكوت والحسينيون

لا زال التيار الحسينيي يسيطر على المساحات الزمنية والمكانية والأفراد والجماعات والمؤسسات التعليمية والتربوية والتصنيف والتاليف والقيم والآداب والنفوس والأرواح والنزعات بما يملك من طهر وعفاف وأخلاص وحماس وعبقرية وربانية ومن هذا التيار مدينة سيالكوت التى كانت مركزاً للعلوم والآداب والتيى تسكنها اكبر عائلة حسينية كان ولا يزال لها دور ايجابيي فى قيادة المسلمين فى ولاية بنجاب العائلة الخطاطية التى احتضنت الخط العربي العريق واعتبرته عملاً ايمانياً مقدساً يرثه كابر عن كابر حتى وصل الى الامام الربانى محمد انور بن محمد اشرف الحسيني.

مولده

ولد يوم السبت قبيل المغرب بثلاث عشرة ليلة خلت من ذى القعدة سنة احدى وخمسين وثلاثمئة والف للهجرة.

اسمه ونسبه ولقبه

هو الشيخ محمد انور حسين بن محمد اشرف على الملقب بنفيس ينحدر من سلالة

ينتهى نسبها الى شهيد كربلاء الامام الحسينؓ فهو الحسينى الهروى قدم اجداده من هراة واقاموا بسيالكوت المدينة التى ولد فيها والتى بزغت فيها شمسه وتالق فيها نجمه۔

نشاته

كانت نشاته فى ظل الايمان والحنان والعفاف والحلال وكان والده ياكل من عمل يده نشأ وشب فى بيت تتلى فيه قصص وحكايات اجداده العجيبة الغريبة وصار يتذوق بها حلاوة الايمان ويستجلى بها معالم الطريق۔

ثقافته

تعلم الفارسية والعربية في بيئات ثقافيه مختلفة وفى فترات متعددة وكل ذلك فى هدوء وسكينة وأدب ووقار۔

هوايته

ورث فن الخط العربي عن والده الماجد وتفتن فيه وصار له فيه الباع الاعلى والقدح المعلى واضحى يضرب به المثل في الجودة والروعة واعتبر الخط الثقافى لباكستان وامتلات به متاحفها ومؤسساتها الرسمية على الصعيد الدولى والحكومى۔

الطريق الى الربانية

وفى سنة سبع وخمسين وتسعمئة والف ميلادية التقى بالشيخ الربانى عبدالقادر الرايبورى وهنالك وقعت يده على عصا موسى فكأنه كان منه على ميعاد وعاش يتفيؤ ظلاله بالغدو والأصال وكان عبدالقادر من كبار أئمة الاصلاح والتجديد والبعث الجديد انتهت اليه رياسة اصلاح النفوس وتهذيب الأخلاق وكان يضرب به المثل فى الزهد والعفاف والاخلاص والحماس ورجاحة العقل ولين العريكة وكرم العشيرة والجود والسخاء واصالة التفكير والعلم الغزير ولا تسأل عن خدمته للخلق وتأننه من أجل الأمة وكان مع جميع هذه الخلال الحميدة لا يساوى عند نفسه جناح بعوضه بل لا يكاد يمرنفس من أنفاسه الا الفى منكرآ لذاته وكانت هذه من ميزاته الكبرى وكان الاستغناء والعبودية والاستهتار بالذكر شغله الشاغل وجزءآ لا يتجزا عن حياته۔

من هذه المدرسة الربانية تخرج الشيخ نفيس الحسيني بتقدير شيخه الجليل الذى أذن له ان يجلس على تكرمته وأجازه اجازة تامة بكل ماتحوز له روايته ودرايته عن أئمة التربية والتجديد كما فوض اليه مسؤولية تربية النفوس وتصدير الايمان فأجاب شيخه الى

مادعاه وارتسم هذه العقيدة الراسخة وصار كالجندى الفدائي الذى لا يعرف الا الكفاح والنضال.

اقامته بلاهور

أقام فضيلة الشيخ بلاهور مدينة العلم والأدب والتاريخ والثقافة والتفسير والحديث والجهاز الذى تتنفس به جمهورية باكستان الاسلامية وأثرها على سائر المدن الأخرى وكانت هي المنبر الذى أذاع عليه فن الخط العربي العريق وصار من الذين اذا رؤوا ذكر الله.

كيف عرف الشيخ نفيس الحسيني

وكان من عادة فضيلته يجلس فى بيته على مصطبته يرقم الواحه بخطه الفريد العجيب فتأتيه طائفة لتتعلم ذلك فيوفي لهم المكيال والميزان ويرخى لهم العنان ويطيب لهم الكلام ثم يأذن لهم فينصرفوا بأمن وسلام وحب وغرام وعشق وهيام ثم تاتى أخرى فتشترى منه الألواح فلا ينصرفوا الا وفى أنفسهم كيعقوب حاجة ثم تأتي ثالثة فيصنع بهم كهاتين وكان كلما زاره أحد صادف من نفسه اقبالاً غريباً ليس له به عهد بل كل زبائنه وتلاميذه يرون فيه ذلك الرجل الباسم الخليق ولا غرو فانه كريم بن كريم، وبتعبير اعمق كانوا ينتقلون من خط عدنان وقحطان الى خط الدين والايمان وكانوا لا يرون فيه ذلك الرجل الذى يختط الالواح فحسب بل اعتبروه خطاطاً للنفوس والأرواح.

خلقه

هو أبيض اللون له بياض يميل الى الحمرة عظيم الهامة كث اللحية طويل القامة يشبه العرب الشاميين.

لباسه

يلبيس ما تيسر من اللباس ويحب القميص والازار والسراويل والقلنسوة وله عصا يحملها ويتوكأ عليها ويلبس النعال والاحذية الملتانية وفى الشتاء يرتدى الرداء والعمامة ويحنكها كما تفعل العرب.

متاعه الدنيوى

بيته واسع فيه قسم خاص لزواره ومحبيه يقيمون فيه اذا زاروه وفيه مكتبة علمية له سرير يجلس عليه اذا خرج للناس فى الشتاء يوضع له فى حجرته وفى الصيف يخرج الى رحبة البيت.

خلقه

منطقه قليل الكلام طويل السكوت ليس بالمغتاب ولا العياب جل كلامه ذكر الصالحين والآداب والتواريخ وشيء من الاشارات يقوى بها نفوس مريديه وتارة يقرض الشعر.

كتاباته

له بعض التصانيف في التربية والسلوك ومناقب الصالحين.

مجلسه

موضع حلم ووقار وخشوع وخضوع وهدوء وسكينة أغلب أحواله الذكر والفكر والتامل ليس بذلك المربى الذى تستهويه كثرة الكلام.

جوده وكرمه

يجود بالموجود صفرته دائماً مفروشة ما روئى يأكل وحده الا ومعه ضيوفه.

جرئته وشجاعته

يباشر الحكام والسلطات بالنصيحة ولايخاف فى الله لومة لائم يؤيد الدعاة والمجاهدين والمدرسين ويدافع عن الجميع فى الصحف والمجلات والمجالس.

رقة قلبه

رقيق القلب مثل الشاميين يغلب عليه البكاء عند ذكر الصالحين تعلوه المهابة يرق للضعفاء والمكروبين.

تواضعه

موروث عن أجداده العظام لا يرى لنفسه حقاً فى أى شيء كأنه شيء، يشبه فى ذلك شيخه عبدالقادرّ البساطه هى دأبه وديدنه فى جميع شؤونه.

ذكاؤه

نادر يعرف من خلال حديثه الحكيم وتفهمه للقضايا الاسلامية واستتاجه العجيب وسرعة بديهته وقوة عارضته.

ذوقه

له ذوق علمى وشغف كبير باقتناء الكتب ومطا لعتها وادخارها حتى جمع من ذلك

مكتبة لا يستهان بها وله درك كامل بالشعر الأردى والفارسي يحفظ منه الألوف وله المام بعلم التاريخ والأنساب لا سيّما أنساب المشايخ.

الشخصيات التى عاصرها

عاصر الشيخ احمد على اللاهورى والشيخ زكريا الكندهلوى وكبار علماء باكستان والمتأخرين من جلة مشايخ الهند. وشيخ العرب والعجم سماحة العلامة أبى الحسن على الحسني الندوى الذى كان يحبه ويعتبره أحد أصدقائه المقربين حتى توفاه الله وهو عنه راض وكان اخر عهده به الطواف بالبيت.

محبوه ومسترشدوه

لا يزال يقصده خلق كثير داخل البلاد وخارجها من جميع الطبقات العلماء والصلحاء والأطباء والمهندسون والسياسيون المحنكون والأغنياء الميسورون والفقراء المحبون والتجار والموظفون من فرنسا والمغرب والجزائر والشام وفرلندا وانكلترا وأمريكا والهند وبنجلادش وتركيا.

اسفاره

سافر الى الحجاز المقدس والأردن ومصروتركيا وانكلترا وافغانستان والعراق كل ذلك فى بعثات ثقافية لنشر الخط وفنّه.

مشاريعه

أسس مكتبات لبيع الكتب ووضع الحجر الأساسي لكثير من المساجد والمعاهد الدينية والثقافية والتجارية والمطابع الاسلامية ومن مسؤولياته الضخمة يشرف على كثير من المدارس والجامعات والحركات الجهادية والتربوية ومن المسؤلين الكبار على مسيرة الخط العربي وفنّه على مستوى باكستان وعضو دائم لجامعة الخطاطين الدولية.

مواقفه البطوليه

له دور حاسم ومواقف كثيرة فى مناسبات مختلفة كلها تشير الى فهمه الاصيل للاسلام وقضاياه الشائكة لا زال يدافع عن حق الامام الحسينؓ المهظوم ويدعو الى اعطائه حقه من الحب والولاء والانصاف والاعتراف وان كلفه ذلك ان يعادى بعض الناس.

عقيدته ومذهبه

صحيح المعتقد ليس بالمشبه ولا المعطل ولا المؤول ولا بصاحب بدعه ويؤمن بالله

واسمائه وصفاته كالسلف الصالح ليس بقدري ولا جبرى ولا حرورى ويقول انا على مذهب ابى حنيفة فى الاصول والفروع۔

اشغاله واوراده اليومية فضيلته بعد صلاة الصبح

من عادته بعد صلاة الغداة المشى على الاقدام فى الشارع الطويل الذى يحاذى بيته طلبا للصحة ودفعاً للكسل ثم يعود الى بيته فيجلس على سريره فيأتيه محبوه ومسترشدوه فيقبل عليهم ويسمع منهم ويسمعوا منه ثم يدعوهم الى الفطور فاذا فرغ من ذلك زادهم ساعة او ساعتين بحسب صحته ثم يخلو بنفسه يقرأ القرآن او يصنف اويجيب عن الرسائل ثم يستريح۔

فضيلته بعد صلاة الظهر

اذا عاد الى بيته جلس الى محبه ودعاهم الى الغداء ثم تكون القائلة۔

فضيلته بعد صلاة العصر

يذكر الله تعالىٰ ويدعو للأمة الاسلامية ثم يستقبل زواره ويقضى حوائجهم ويتناول بعضهم بالتوجيه والتسديد فيخرجون من عنده ادلة على الخير۔

فضيلته بعد صلاة المغرب

اذا انصرف من صلاته اطال التقرب الى الله عزوجل بالنوافل ثم يعود الى بيته وينقطع الى الله بالذكر والفكر فاذا فرغ من ذلك اقبل على زواره يعظهم ويزكيهم ويسمع منهم۔

فضيلته بعد صلاة العشاء

يدعوا محبيه الى العشاء فاذا فرغ انتصب على سريره فيخيم على حديثه ذكر الصالحين ويخشع لذلك ثم ينتهى المجلس فينصرف ليجعل لأهل بيته من نفسه نصيباً۔

هذا هو يومه وبرنامجه فى سائر أوقاته الا عند الاسفار والرحلات فيغيره بحسب الظروف والمصالح والحاجات۔

وله من قيام الليل نصيب اوفر لا تراه فيه الا متململاً تململ السليم حتى يسمع الآذان۔

نبذه من مجالسه وتوجيهاته

سالت الشيخ عن بعض الحالات القلبية وان القلب يدبر عند بعض الأحيان ويقبل عند اخرى فضرب المثال بأن القلب ينقلب كالمواسم الجوية فهو من حالة الانبساط الى حالة

الانقباض فيحمد الله عزوجل ويشكره على الانبساط ويستغفره ويستهديه عند الانقباض ثم قال الانقباض والانبساط على قسمين تارة في الظاهر وتارة في الباطن. سألت الشيخ هل يجوز ان يحكم المسلمين امراة فقال ان الخلفاء الأربعة لم يستخلفوا امرأة ولم يروا لامرأة حقاً في هذا الشأن فلم يأذنوا حتى لوجود امرأة بينهم فكأنهم حصروا الخلافة في الرجال.

سألت الشيخ عند مدى حد التلميذ في كلامه مع شيخه فقال ينبغي أن يحتاط في كلامه معه كما ينبغي أن يكثر من الأدب والاجلال والاحترام وذكر أن هذا الموضوع ألفت فيه كتب عديدة.

سألت الشيخ عن الرجل يتلقى وجدانياً درساً في العبودية أثناء ذكر الله تعالىٰ هل هو وارد من الشيطان ام لا فقال هذا ليس من الشيطان بل هو خير بشرط أن يوافق أصول الشريعة والا أصبحت الشريعة كلها وجدانية ويقول بدعاء الشيخ للتلميذ تنحل جميع العقد التي تعترض التلميذ في سيره الى الله.

سأل رجل الشيخ أنه يذكر الله ولكنه لم يجد حلاوة ذلك فقال له الشيخ أثبت على ماأنت عليه أما علمت أن الخطاط لا يحسن كتابة الألف في المرحلة الأولى من الكتابة بل يكتبها عوجاء فكذلك الحلاوة لا يتحصل عليها الا بعد المداومة.

سألت الشيخ عن جماعة التبليغ فقال انها ربطت بين المشرق والمغرب.

الجسيني ومنهجه في الاصلاح والتربية

يشترط على من اراد اصلاح نفسه اربعة امور

١...... الارتباط الكامل بالعلم الشرعي.

٢...... اختيار الشيخ الكامل العالم المعلم وملازمته.

٣...... تحرى الرزق الحلال الطيب.

٤...... ملازمة ذكر الله.

صورة تنفيذيه

يأخذ العهد على المسلم كما نص على ذلك شيخ الاسلام ابن تيميه ولا يجيز أن يطلق على هذا اسم البيعة ثم يوجهه حسب ظروفه وصلاحياته والظروف التي تحيط به.

يقوى كل صاحب ميدان في ميدانه ولا يصرفه عنه او يتدخل في ذوقه ويقول كل ميسر لما خلق له يعتبر المجالس عنصراً اساسياً لتصحيح مسار الطالب وصياغته صياغة تسمح له بتذوق روح الاسلام واهدافه الرئيسية وغاياته النبيلة.

الجوائز التی حصل علیها

حصل علی میدالیتین تقدیریتین من قبل رئیس باکستان الراحل الجنرال ضیاء الحق بمناسبة الخط العربی فی مهرجان انعقد فی عاصمة باکستان اسلام آباد کما حصل علی القاب تقدیریة فی ترکیا والعراق وبعض الألقاب فی مناسبات محلیة مختلفة۔

السلسلة الذهبية التی تربطه بخاتم النبیین وحبیب رب العالمین ﷺ

الشیخ نفیس الحیسنی حفظه الله تعالیٰ

عن الشیخ عبدالقادر الرایبوری (ر،ح)

عن الشیخ عبدالرحیم الرایبوری (ر،ح)

عن الشیخ رشید احمد الکنکوهی (ر،ح)

عن الشیخ امداد الله المهاجر المکی (ر،ح)

عن الشیخ میانجیو نور محمد جهنجهانوی (ر،ح)

عن الشیخ عبدالرحیم شهید ولایتی (ر،ح)

عن الشیخ عبدالباری الامروهی (ر،ح)

عن الشیخ عبدالهادی الامروهی (ر،ح)

عن الشیخ عضد الدین الامروهی (ر،ح)

عن الشیخ محمد المکی (ر،ح)

عن الشیخ السید محمدی (ر،ح)

عن الشیخ محب الله الاله ابادی (ر،ح)

عن الشیخ ابی سعید الکنکوهی (ر،ح)

عن الشیخ نظام الدین البلخی (ر،ح)

عن الشیخ جلال الدین التانسری (ر،ح)

عن الشیخ عبدالقدوس الکنکوهی (ر،ح)

عن الشیخ محمد الرودولوی (ر،ح)

عن الشیخ العارف الرودولوی (ر،ح)

عن الشیخ احمد عبدالحق الرودولوی (ر،ح)

عن الشیخ جلال الدین کبیر الأولیاء البانی بتی (ر،ح)

عن الشیخ شمس الدین الترک البانی بتی (ر،ح)

عن الشیخ علاء الدین علی احمد صابر (ر،ح)

عن الشیخ فرید الدین مسعود گنج شکر (ر،ح)

عن الشیخ قطب الدین بختیار کاکی (ر،ح)

عن الشیخ معین الدین حسن السجزی (ر،ح)

عن الشیخ عثمان الھارونی (ر،ح)

عن الشیخ شریق الزندنی (ر،ح)

عن الشیخ قطب الدین مودود جشتی (ر،ح)

عن الشیخ ابی یوسف الجشتی (ر،ح)

عن الشیخ ابی محمد الجشتی (ر،ح)

عن الشیخ ابی احمد ابدال الجشتی (ر،ح)

عن الشیخ ابی اسحاق الشامی (ر،ح)

عن الشیخ ممشاد علو الدینوری (ر،ح)

عن الشیخ ابو ھبیرہ البصری (ر،ح)

عن الشیخ حذیفۃ المرعشی (ر،ح)

عن الشیخ السلطان ابراھیم ادھم البلخی (ر،ح)

عن الشیخ الفضیل بن عیاض (ر،ح)

عن الشیخ عبدالواحد بن زید (ر،ح)

عن الشیخ سید الطائفۃ الحسن البصری (ر،ح)

عن رابع خلفاء الراشدین امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللّٰہ وجھہ ورضی عنہ۔

خاندان سادات اور سیالکوٹ

خاندان سادات کی لہریں اور موجیں، اہل زمان ومکان کے اشخاص وافراد، تمام جماعتوں، دینی اداروں، خانقاہوں، اہل تصنیف وتالیف، اہل دین وادب اور جمیع انسانوں وارواح کی نگہبانی کرتی رہیں۔ اسی طرح جو بھی طہارت وعفت، اخلاص، بہادری وسرداری کا مالک اور عارف باللہ ہے (سب کی نگہبانی کرتی رہیں)

ان لہروں وموجوں میں سے کچھ شہر سیالکوٹ کی طرف آئیں (جس کی وجہ سے) وہ ابھی تک علوم وآداب کا مرکز بنا رہا اور وہاں بہت بڑا خاندان سادات قیام پذیر ہے اور مسلمانوں پر اسے ہمیشہ سے سلطنت کا تمغہ حاصل رہا۔ صوبہ پنجاب میں ایک خوشنویسی وخطاطی کا خاندان بھی ہے جس نے عربی رسم الخط کی حضانت وپرورش پاکر نجابت وشرافت حاصل کی۔

عربی رسم الخط ایک مبارک عمل فرض کیا جاتا ہے جو از سلف تا خلف نقل ہوتا چلا آیا ہے۔ یہاں تک کہ یہ مبارک ورثہ امام ربانی شیخ سید محمد انور شاہ بن محمد اشرف علی الحسینیؒ تک پہنچا (اور آپؒ عربی رسم الخط کے امام بنے)

ولادت

آپؒ کی ولادت باسعادت ۱۳ ر ذیقعدہ بروز ہفتہ مغرب سے کچھ دیر قبل ۱۳۵۱ھ میں ہوئی۔

نام، نسب اور لقب

آپؒ کا نام مبارک محمد انور حسین بن محمد اشرف علیؒ ہے۔ لقب مبارک نفیس ہے۔ آپؒ کا سلسلہ نسب شہید کربلا حضرت امام حسینؓ سے جاملتا ہے۔ آپؒ حسینی بھی ہیں اور ہروی بھی۔ ہروی اس لئے ہیں کہ آپ کے اجداد ہراۃ سے تشریف لائے اور شہر سیالکوٹ میں سکونت پذیر ہوئے۔ یہیں آپؒ کی سعادت کا سورج چمکا اور ستارہ روشن ہوا۔

تربیت

آپؒ کی تربیت و پرورش ایک باایمان، مہربان، پاکدامن اور حلال کمائی کرنے والے والد کے زیر سایہ ہوئی۔ آپؒ کے والد ماجد اپنے ہاتھ کی کمائی (یعنی رزق حلال) سے کھایا کرتے تھے (جس کی برکات حضرتؒ کو بھی نصیب ہوئیں)

حضرتؒ نے ایک ایسے گھرانہ میں نشوونما حاصل کی ہے جہاں ان کے اجداد مبارکہ کے عجیب وغریب واقعات بیان ہوتے تھے۔ حضرتؒ ان واقعات سے ایمانی حلاوت محسوس فرماتے تھے اور راہ علوم حاصل کرتے۔

تعلیم

آپؒ نے عربی وفارسی کی تعلیم ادارہ ہائے مختلفہ میں کئی سال نہایت اطمینان وسکون، ادب و وقار کے ساتھ حاصل کی۔

آپؒ کی شخصیت

آپؒ نے عربی رسم الخط کی وراثت اپنے والد ماجد سے پائی اور اس میں جدت پیدا کی۔ یہاں تک کہ آپؒ کو اس میں ید طولیٰ اور بہت بڑا رتبہ حاصل ہو گیا اور آپؒ کے خط کی عمدگی اور حسن وجمال کی مثالیں قائم ہوگئیں اور پاکستان کا ثقافتی وتہذیبی خط، عربی رسم الخط شمار ہونے لگا اور حکومتی سطح پر اسے قبولیت حاصل ہوئی اور پھر اس کی روش چل پڑی۔

سلوک وطریقت

۱۹۵۷ء میں شیخ ربانی حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے آپؒ کی ملاقات ہوئی اور بیعت بھی۔ گویا آپؒ کا دست مبارک عصائے موسوی پر جا پڑا۔ ایک مدت تک یہ سلسلہ یوں ہی قائم رہا اور حضرت کی زندگی

مبارک کی صبح وشام حضرت اقدس رائے پوریؒ کے سایۂ عاطفت میں ڈھلتی رہی۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ اصلاح وتربیت کے بڑے بڑے آئمہ میں سے ایک امام تھے۔ آپؒ پر اصلاح نفوس اور تربیت اخلاص بس تھی۔ زہد وتقویٰ، اخلاص وبہادری، عقل کی تیزی، مشکل بات کو آسان کرنے، سخاوت وفیاضی، اعلیٰ فکر، علم کی گہرائی میں آپ کی مثالیں قائم تھیں۔ جذبۂ خدمت خلق اور امت پر شفقت کچھ نہ پوچھ!

ان تمام خصائل کے باوجود اپنے آپ کو مچھر کے برابر بھی حیثیت نہیں دیتے تھے۔ بلکہ ہر سانس ولحظہ میں اپنی ذات کی نفی کرتے تھے۔ یہ آپ کی بہت بڑی خصوصیت تھی۔ فنائیت وعبدیت اور ذکر اللہ میں انہماک آپ کا مشغلہ تھا اور ذکر الٰہی آپ کی حیات طیبہ کا جزو لاینفک بن گیا تھا۔

اس تربیت گاہ وخانقاہ سے شیخ نفیس الحسینیؒ ایک بہت بڑے شیخ کی صورت میں نمودار ہوئے۔ جنہیں اب مقام عزت حاصل ہے اور انہیں شیخ (عبدالقادر رائے پوریؒ) نے جمیع روایات وعلوم کی اجازت مکمل طور پر مرحمت فرمائی جو شیوخ ومشائخ تربیت سے منقول تھیں اور جیسا کہ مشائخ تربیت نے اصلاح نفوس کی ذمہ داری ان کو سونپی تھی وہ سب سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ کے سپرد کردی۔ چنانچہ سید نفیس شاہ صاحبؒ نے اپنے شیخ کی ہر بات مانی اور اس عقیدت میں پختگی حاصل کی اور تیار فوجی کی طرح جو ہر وقت نیزوں سے مسلح ہوکر دشمن کے مقابلہ میں آمنے سامنے رہتا ہے رہنے لگے۔

لاہور میں قیام

فضیلۃ الشیخ حضرت سید نفیس شاہ صاحبؒ نے شہر لاہور میں قیام فرمایا جو علمی، ادبی، تاریخی وتہذیبی اور علم تفسیر وحدیث کا مرکز ہے اور یہ ایسا شہر ہے جس کی وجہ سے اسلامی جمہوریہ پاکستان قائم ہے۔ حضرت والا نے دوسرے شہر چھوڑ کر اسے اپنے قیام کے لئے ترجیح دی اور یہ شہر ہی وہ منبر بنا جس سے خوشنما، خوبصورت عربی رسم الخط پھیلا اور حضرت کا شماران لوگوں میں ہونے لگا جنہیں دیکھ کر خدا یاد آتا ہے۔

شیخ کی شہرت کیسے؟

آپ کی عادت شریف تھی کہ اپنے گھر میں مسند پر بیٹھے عجیب وغریب خط کی تختیاں تحریر فرماتے رہتے۔ تلامذہ کی ایک جماعت آتی (خط سیکھنے کے لئے) تو آپ انہیں خط کا پورا پورا میزانیہ سکھادیتے اور شفقت سے پیش آتے اور عمدہ کلام پیش فرماتے۔ پھر اس جماعت کو اجازت مرحمت فرماتے۔ وہ نہایت امن وسلامتی سے چلی جاتی اور دلوں میں محبت وعشق اور شیفتگی لے کر جاتی۔ پھر دوسری جماعت آجاتی۔ وہ حضرت سے تختیاں خریدتی تو وہ بھی اپنے دلوں میں ایک حاجت محسوس کرتی ہوئی جاتی۔ پھر تیسری جماعت آتی۔ حضرت اس سے بھی وہی معاملہ فرماتے۔ جب کبھی کوئی شخص آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا تو اپنے سامنے عجیب وغریب اقبال وبخت محسوس کرتا جس کے حصول کی کوئی مشکل پیش نہیں آتی تھی۔ بلکہ ہر آپ کی زیارت کرنے والا اور آپ کا تلمیذ آپ کو مسکراتا ہوا

اورخوش اخلاق انسان پاتا۔آپ میں کسی قسم کا غرور وتکبر نہیں تھا۔ بلکہ نہایت شریف ابن شریف تھے۔
لوگ آپ کو صرف تختیوں کا خطاط نہیں بلکہ نفوس وارواح کا خطاط بھی سمجھتے اورخیال کرتے تھے۔

حلیہ مبارک

آپ کا رنگ مبارک نہایت سفید بلکہ سفید مائل بہ سرخی تھا۔سر مبارک بڑا اور داڑھی گھنی تھی۔ لمبے قدر والے شامی عرب کے مشابہ تھے۔

لباس

جولباس بھی میسر آ جاتا آپ پہن لیتے تھے۔کرتہ، چادر، شلوار اورٹوپی پسند فرماتے تھے۔آپ ہروقت عصا ہاتھ میں رکھتے اوراس پرسہارا بھی لے لیتے۔ملتانی جوتا پہنا کرتے۔سردی میں چادر اوڑھتے اور پگڑی پہنتے تھے اور اہل عرب کی طرح اسے داڑھی کے نیچے سے باندھ لیتے۔

دنیوی مال ومتاع

آپ کا گھر وسیع وعریض تھا جس میں ایک حجرہ زائرین کے لئے مخصوص تھا۔آنے والے اس میں ٹھہرتے۔اسی طرح گھر میں ایک دینی کتب خانہ بھی تھا۔موسم سرما میں جب لوگ حضرت سے ملنے آتے تو حضرت کی چارپائی حجرہ اقدس میں بچھائی جاتی اور موسم گرما میں گھر کے وسیع وعریض صحن میں تشریف فرما ہوتے۔

اخلاق

آپ نہایت کم گو تھے۔کافی لمبے سکوت میں رہتے۔نہ کسی کی غیبت کرتے اور نہ عیب لگاتے۔زیادہ گفتگو صلحاء کے تذکرے، ادب کی باتوں اور تاریخ پر ہوتی تھی۔ہاں! کبھی بغرض پختگی ارواح مریدین اشارہ وکنایہ میں بات فرمادیتے اور کبھی شعر طرح کردیتے۔

تصانیف

آپ نے تصوف اور سلف صالحین کے مناقب کے موضوع پر کچھ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

مجلس

آپ ہروقت مقام حلم وبردباری، وقار وسکون، خشوع وخضوع میں رہتے تھے۔زیادہ تر ذکر وفکر میں رہتے۔حقیقت میں وہ مربی نہیں جس پر دنیوی گفتگو کا غلبہ ہو۔

جود وسخاوت

آپ کی عادت شریفہ تھی کہ جو کچھ موجود ہوتا پیش فرمادیتے۔آپ کا دسترخوان ہمہ وقت بچھا رہتا۔ مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔تنہا کھانا کھاتے آپ کو کسی نے نہیں دیکھا۔

شجاعت وبہادری

حاکموں اور بادشاہوں کے سامنے بھی آپ دین اور حق کی بات کہہ دیا کرتے تھے اور اس میں کسی ملامت گر کی ملامت سے خوف نہیں کھاتے تھے۔ مبلغین، مجاہدین اور مدرسین کی ہمیشہ تائید وتقویت فرماتے۔ ان کے خلاف کوئی بات کرتا تو اپنی مجالس اور اخبارات ورسائل میں ان کی طرف سے مدافعت کرتے۔

رقت قلب

آپ اہل شام کی طرح نہایت رقیق القلب تھے۔ بزرگان دین کے تذکرہ کے وقت آپ پر گریہ طاری رہتا اور خوف کا غلبہ ہوتا تھا۔ کمزوروں اور غمگین لوگوں کی حالت دیکھ کر آپ کا دل نرم ہو جاتا تھا۔

تواضع

اپنے اجداد سے آپ نے جو ورثہ پایا اپنے لئے دنیوی ساز وسامان سے کسی قسم کا استحقاق نہیں سمجھتے تھے اور اس معاملہ میں اپنے شیخ شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے مشابہ تھے۔ یوں لگتا تھا کہ ہو بہو وہی ہیں۔

ذکاوت وذہانت

حضرت جب گفتگو فرماتے تو دانا آدمی بھی بہت کم سمجھ سکتا تھا۔ اسلامی فیصلوں میں بڑی فہم رکھتے تھے۔ پیش آمدہ بات کو سمجھنے میں قوی ادراک کے مالک تھے اور بہت ہی جلد اسے بھانپ جاتے۔

ذوق وشوق

حضرت کا ذوق علمی تھا۔ کتب جمع کرنے اور ان کے مطالعہ میں بہت بڑا شغف تھا۔ اس نتیجہ میں آپ کا ایک غیر معمولی کتب خانہ بن گیا تھا۔ اردو اور فارسی اشعار میں آپ کو بہت بڑا ادراک حاصل تھا۔ ہزاروں اشعار یاد بھی تھے۔ اسی طرح آپ علم تاریخ اور علم انساب خصوصاً مشائخ کے نسب کا علم رکھتے تھے۔

آپ کے معاصر شخصیتیں

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ اور پاک وہند کے بڑے بڑے علماء ومشائخ کا آپ نے زمانہ پایا اور مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ تو حضرتؒ سے بہت محبت فرماتے اور آپ کو اپنا قریبی دوست سمجھتے تھے۔ مفکر اسلامؒ وفات تک حضرت سے راضی اور خوش رہے۔ حضرت کی آخری ملاقات مفکر اسلامؒ سے طواف بیت اللہ میں ہوئی۔

محبین ومسترشدین

اندرون وبیرون ملک کے لوگ خواہ وہ علماء ہوں یا صلحاء، اطباء ہوں یا سائنسدان وسیاست دان، اغنیاء ہوں یا فقراء، تاجر ہوں یا ملازم، وہ فرانسیسی ہو یا مغربی، الجزائری ہو یا شامی، برطانوی ہوں یا افریقی، امریکی ہوں یا ترکی، ہندوستانی ہوں یا بنگلہ دیشی ہمیشہ حضرت کے پاس آتے رہے اور اصلاح نفس کراتے رہے۔ حضرت سب کا مرجع تھے۔

اسفار

آپ نے حجاز مقدس، اردن، مصر، ترکی، انگلستان، افغانستان اور عراق کا سفر فرمایا اور ہر مرتبہ اپنے فن (یعنی رسوخ فی الخط) کا سکہ لوگوں میں بٹھایا۔

منصب واعزاز

آپ نے خرید وفروخت کی غرض سے چند مکتبوں کی بنیاد ڈالی اور بہت ساری مساجد، دینی وتہذیبی اداروں کی سنگ بنیاد رکھی۔ آپ کی بڑی ذمہ داریوں میں سے ایک یہ تھی کہ آپ بہت سے مدارس، جامعات، مجاہدین اور خانقاہوں کے سرپرست ونگران تھے۔ خصوصاً عربی رسم الخط میں پاکستان خوشنویس یونین کے نگران اعلیٰ اور صدر تھے اور اسی نتیجہ میں آپ نے سابق صدر جنرل ضیاء الحق مرحوم سے انعام بھی حاصل کیا تھا۔

موقف ومشن

زندگی بھر بتقاضہ وقت آپ نے اہل باطل کا مقابلہ کیا ہے۔ اہل حق کی طرف سے دفاع آپ کا امتیازی وصف تھا۔ جب بھی کوئی مشکل پیش آتی فوراً اس کے حل کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے۔ اسی طرح آپ کی عمدگی فہم معلوم کی جاسکتی ہے۔ اپنی زندگی کے آخری ادوار میں امام عالی مقام مظلوم کربلا نواسہ رسول ﷺ حضرت سیدنا حسینؓ کی طرف سے خصوصیت کے ساتھ دفاع کیا (اور بہت ساری کتب حضرت حسینؓ کے مناقب پر بھی شائع کیں) اور خواص وعوام کو ان سے محبت کرنے اور آپؓ سے عدل وانصاف کرنے کی دعوت دیتے رہے۔

عقیدہ ومذہب

آپ ایک صحیح العقیدہ انسان تھے۔ فرقہ مشبہہ، فرقہ معطلہ، فرقہ مؤوّلہ، فرقہ مبتدعہ، فرقہ قدریہ وجبریہ اور فرقہ حروریہ سے تعلق بالکل نہیں تھا۔ سلف صالحین کی طرح اللہ تعالیٰ کی ذات، اسماء وصفات پر ایمان رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: ”میں اصول وفروع میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مسلک ومذہب پر ہوں۔“

اشغال واوراد یومیہ

معمول بعد از نماز فجر: حضرت کی عادت شریفہ تھی کہ بعد از نماز فجر اپنے گھر کے مقابل بڑی روڈ پر پیدل چلتے (تاکہ صحت برقرار رہے اور کسل وسستی نہ رہے) کچھ دیر سیر وتفریح کرتے۔ پھر واپس گھر تشریف لاتے اور مسند نشین ہوجاتے۔ اتنے میں آپ کے محبین ومسترشدین بھی (پروانہ وار کی طرح) آجاتے۔ آپ ان کی طرف متوجہ ہوتے اور ان کی باتیں سنتے اور وہ حضرت کی باتوں سے مستفید ہوتے۔ پھر آپ انہیں ناشتہ بھی کراتے۔ ناشتہ کے بعد چاہتے تو اور وقت دے دیتے ورنہ خلوت میں تلاوت قرآن پاک یا تصنیف وتالیف یا خطوں کے جوابات لکھنے میں مصروف ہوجاتے۔ پھر آرام فرما ہوجاتے۔

معمول بعد از ظہر: نماز ظہر ادا فرمانے کے بعد جب گھر تشریف لاتے تو اپنے محبین کو وقت دیتے اور انہیں دوپہر کا کھانا کھلاتے۔ پھر قیلولہ فرماتے۔

معمول بعد از نماز عصر: نماز عصر کے بعد حضرت ذکر اللہ اور امت مسلمہ کے لئے دعا کرنے میں مصروف ہو جاتے۔ اتنے میں زائرین بھی آ جاتے۔ بعد از فراغت حضرت ان کی حوائج پوری فرماتے۔ بعض حضرات ان میں سے راہ راست پا کر دلیل خیر بن کر نکلتے۔

معمول بعد از نماز مغرب: نماز مغرب پڑھنے کے بعد قرب خداوندی کے حصول کی غرض سے لمبی دیر نوافل میں مشغول رہتے۔ پھر اپنے گھر تشریف لا کر ذکر و فکر کے لئے خلوت گزین ہو جاتے۔ بعد از فراغت زائرین کی طرف متوجہ ہو کر انہیں وعظ و نصیحت کرتے اور ان کا تزکیہ فرماتے اور ان کی حاجات سنتے۔

معمول بعد از نماز عشاء: بعد از نماز عشاء اپنے محبین کو شام کا کھانا کھلاتے۔ کھانے کے بعد چارپائی پر استراحت کے لئے تشریف فرما ہوتے اور سلف صالحین کے تذکرہ کی بھرمار کر دیتے۔ اسی اثناء خشوع طاری رہتا۔ پھر مجلس برخاست کر کے اہل خانہ کو وقت دیتے۔ تاکہ وہ بھی حضرت کی مجلس سے مستفیض ہوں۔

حضر میں تو آپ کا یوں ہی معمول اور نظام الاوقات رہتا۔ البتہ سفر میں طبیعت و مصلحت اور حاجت کے مطابق نظام الاوقات بدل جاتا۔

شب بیداری و تہجد سے بھی آپ کو حظ وافر نصیب تھا اور فجر کی اذان سننے تک بیمار آدمی کی طرح بے قرار و بے چین رہتے۔

احوال وارشاد

۱...... میں نے حضرت شیخ سے بعض قلبی احوال کے بارے میں دریافت کیا کہ قلب کبھی تفکر میں مبتلا ہونے کی وجہ سے مضطرب ہوتا ہے اور کبھی بالکل ٹھیک۔ تو انہوں نے مثال دے کر سمجھایا کہ قلب تو فضائے آسمانی کی طرح ہے کہ وہ کبھی گرد آلود ہوتی ہے اور کبھی مطلع صاف ہوتا ہے۔ قلب بھی کبھی حالت انبساط میں ہوتا ہے اور کبھی حالت انقباض میں تو حالت انبساط میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور شکر ادا کرنا چاہئے اور حالت انقباض میں استغفار کرنا چاہئے۔ پھر فرمایا انقباض و انبساط کی دو قسمیں ہیں۔ ۱...... انبساط ظاہری۔ ۲...... انبساط باطنی۔

۲...... میں نے شیخ سے دریافت کیا کہ کیا مسلمان حضرات عورت کو حاکم بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ تو شیخ نے فرمایا خلفائے راشدینؓ نے نہ عورت کو خلیفہ بنایا اور نہ اس امر میں عورت کو حق دار سمجھا۔ گویا انہوں نے خلافت صرف مردوں میں منحصر کر دی۔

۳...... میں نے شیخ سے دریافت کیا کہ تلمیذ و مسترشد اپنے شیخ سے کتنی مقدار کلام کرے؟ تو انہوں نے فرمایا جیسے ادب و احترام اور تعظیم میں زیادتی مناسب ہے ایسے ہی شیخ سے کلام کرنے میں احتیاط و اجتناب کی زیادتی مناسب ہے۔ پھر فرمایا اس موضوع پر بے شمار تصانیف موجود ہیں (ان کا مطالعہ کرنا چاہئے)۔

۴...... میں نے شیخ سے دریافت کیا کہ ایک آدمی ذکر کرتے ہوئے دوران ذکر باطنی قوت و خوشی محسوس کرتا ہے تو کیا یہ تصرف شیطانی سمجھنا چاہئے؟ یا کچھ اور؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ باطنی قوت و خوشی تصرف شیطانی نہیں۔ بلکہ یہ تو امر خیر ہے۔ بشرطیکہ اصول شرع کے موافق ہو۔ ورنہ ساری شریعت ایک وجدانی اور باطنی

قوتوں سے محسوس ہونے والی چیز ٹھہر جائے گی (حالانکہ یہ غلط ہے) پھر فرمایا کہ شیخ سے ہر وقت دعا کرانی چاہئے۔ اس لئے کہ مسترشد کو سیر الی اللہ میں جو مشکلات پیش آتی ہیں وہ دعائے شیخ سے حل ہو جاتی ہیں۔

۵...... ایک آدمی نے حضرت شیخ سے دریافت کیا کہ حضرت ذکر تو کرتا ہوں مگر ذکر اللہ کی حلاوت محسوس نہیں ہوتی تو شیخ نے فرمایا کہ ذکر اللہ پر مداومت رکھو۔ آپ کو پتہ نہیں کہ خوشنویسی کرنے والا پہلے مرحلہ میں الف لکھنا بھی نہیں جانتا۔ بلکہ ٹیڑھی ٹیڑھی لکھتا ہے۔ پھر لکھتے لکھتے سیدھی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ذکر اللہ میں حلاوت بھی بعد از مداومت نصیب ہو جاتی ہے۔

۶...... میں نے شیخ سے جماعت تبلیغی کے متعلق دریافت کیا؟ تو حضرت نے فرمایا کہ اس جماعت نے تو اہل شرق و اہل مغرب کے درمیان رابطہ قائم کر دیا ہے۔

طرز اصلاح و تربیت

بغرض اصلاح جو بھی آتا تو حضرت چار چیزوں کی شرط لگاتے:

۱...... علم شرعی کے ساتھ پورا پور تعلق و وابستگی۔

۲...... شیخ کامل، عالم کی صحبت پر مداومت۔

۳...... تلاش رزق حلال۔

۴...... ذکر اللہ پر مداومت۔

شجرہ طیبہ

امام الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

- ...... حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ
- ...... شیخ حضرت حسن بصریؒ
- ...... شیخ عبدالواحد بن زیدؒ
- ...... شیخ فضیل بن عیاضؒ
- ...... شیخ سلطان ابراہیم ادہم بلخیؒ
- ...... شیخ حذیفہ مرعشیؒ
- ...... شیخ ابوہبیرہ بصریؒ
- ...... شیخ ممشاد علو الدینوریؒ
- ...... شیخ ابواسحق شامیؒ
- ...... شیخ ابی احمد ابدال چشتیؒ
- ...... شیخ ابی محمد چشتیؒ
- ...... شیخ ابی یوسف چشتیؒ

- ...... شیخ قطب الدین مودود چشتیؒ
- ...... شیخ شریق الزندنیؒ
- ...... شیخ عثمان ہارونیؒ
- ...... شیخ معین الدین حسن سجزیؒ
- ...... شیخ قطب الدین بختیار کاکیؒ
- ...... شیخ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ
- ...... شیخ علاء الدین علی احمد صابرؒ
- ...... شیخ شمس الدین الترک پانی پتیؒ
- ...... شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتیؒ
- ...... شیخ احمد عبدالحق رودولویؒ
- ...... شیخ عارف رودولویؒ
- ...... شیخ محمد رودولویؒ
- ...... شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ
- ...... شیخ جلال الدین تھانیسریؒ
- ...... شیخ نظام الدین بلخیؒ
- ...... شیخ ابی سعید گنگوہیؒ
- ...... شیخ محب اللہ الہ آبادیؒ
- ...... شیخ سید محمدیؒ
- ...... شیخ محمد مکیؒ
- ...... شیخ عضد الدین امروہیؒ
- ...... شیخ عبدالہادی امروہیؒ
- ...... شیخ عبدالباری امروہیؒ
- ...... شیخ عبدالرحیم شہید ولایتیؒ
- ...... شیخ میاں جی نور محمد جھنجھانویؒ
- ...... شیخ امداد اللہ مہاجر مکیؒ
- ...... شیخ رشید احمد گنگوہیؒ
- ...... شیخ عبدالرحیم رائے پوریؒ
- ...... شیخ عبدالقادر رائے پوریؒ
- ...... شیخ نفیس الحسینیؒ

هيهات لا ياءتي الزمان بمثله ان الزمان بمثله لبخيل

یہ بات بڑی بعید ہے، زمانہ ان جیسی شخصیت نہیں لائے گا

جناب ساجد اعوان

بے شک ایسی شخصیات کے لانے میں زمانہ بڑا بخیل واقع ہوا ہے۔ حضرت سیدنا و مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ ایک ہمہ جہت شخصیت تھے۔ آپؒ کی تنہا ذات سے دین اور خیر کے اتنے شعبے چل رہے تھے کہ ایک منظم جماعت بھی اس خلاء کو پُر کرنے سے قاصر ہے۔ موت سنت بنی آدم ہے۔ اس سے انکار نہیں ہوسکتا۔ یہاں جو آیا ہے جانے ہی کے لیے آیا ہے۔ مگر کچھ شخصیات ایسی ہوتی ہیں جن کی موت فرد واحد کی موت نہیں بلکہ پوری ملت کی موت ثابت ہوتی ہے۔ رحمت عالمﷺ کا پاک ارشاد ہے۔ موت العالم موت العالم! ایسے میں رخصت ہونے والی ہستی کا وجود ہم ایسوں کے لیے باعثِ رحمت ہوتا ہے۔ ایسا صدمہ ایک عالم کی بے بسی، بے کسی، محرومی اور یتیمی کا موجب بن جاتا ہے۔

حضرت نفیس الحسینیؒ کی رحلت سے تو دلوں کی بستی اجڑ گئی۔ ایک درخشاں باب تھا جو بند ہوا۔ اک بزم گلستاں تھی جو لُٹ گئی۔ اک عہد تھا جو ختم ہوا۔ ایک روایت نے دم توڑ دیا۔ چمنستانِ اسلام ویران ہوا۔ علماء اور عقیدت مند یتیم ہوگئے۔ اللہ اللہ سیکھنے والے مسافر گمنام منزلوں پر آ کھڑے ہوئے۔ جذب و جنون کی کیفیات خود ورطۂ حیرت میں ہیں۔ ذوق و شوق کے ولولے محتاج و بے آسرا ہوئے۔ اور بقول حضرت شاہ نفیس الحسینیؒ......

نفیس کیسا یہ وقت آیا سلوک و احساں کے سلسلوں پر
جہاں مشائخ کی رونقیں تھیں وہ خانقاہیں ترس رہی ہیں

آپؒ کا اسم گرامی سید انور حسین نفیس الحسینیؒ تھا۔ آپؒ کا سلسلہ نسب حضرت خواجہ بند گیسو درازؒ تک پہنچتا ہے۔ حضرت گیسو درازؒ کی اولاد میں ایک بزرگ شاہ حفیظ اللہ الحسینیؒ ۱۱۳۴ھ میں گلبرگہ شریف سے بغرض تبلیغ اسلام سیالکوٹ تشریف لائے۔ سید نفیس الحسینیؒ انہی بزرگ کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت نفیس الحسینیؒ کے والد گرامی سید محمد اشرف علی ایک ماہر خطاط گزرے ہیں۔ سید نفیس الحسینی شاہؒ ۱۱ مارچ ۱۹۳۳ء بمطابق ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ کو موضع گھوڑیالہ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ عہد طفولیت اپنے والد گرامی کے علاوہ خطاطی کے ماہر اساتذہ حکیم سید نیک عالم اور حکیم سید محمد عالم کی سرپرستی میں گھوڑیالہ ہی میں بسر کیا۔ تقسیم سے قبل لائلپور (فیصل آباد) آ گئے۔ ۱۹۴۸ء میں فرسٹ ڈویژن میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۵۰ھ میں گورنمنٹ کالج لائلپور سے ایف۔ اے کیا۔ کتابت کا کام اس دوران جاری رہا۔ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوریؒ کی کتاب سیرت رحمۃ للعالمینﷺ وہ آپؒ کی پہلی کتابت کردہ کتاب ہے جو زیور طباعت سے آراستہ ہوئی۔ ۱۹۵۱ھ میں آپؒ لاہور آ گئے۔ آپؒ کا نام ملک کے صفِ اوّل کے خوش نویسوں عبدالمجید پرویں رقم، تاج الدین زریں رقم اور یوسف سدیدی کے ساتھ لیا جاتا تھا۔ آپؒ کو فنِ خطاطی میں نمایاں خدمات کے اعتراف میں حکومت پاکستان کی جانب سے پرائڈ آف پرفامنس ایوارڈ اور

میڈل، پاکستان نیشنل کونسل آف آرٹس کی نمائش خطاطی ۱۹۸۰ھ میں اوّل انعام، قرآن خطاطی کی کل پاکستان نمائش زیر اہتمام پاکستان پبلک ریلیشنز سوسائٹی لاہور منعقدہ ۱۹۸۲ھ میں اوّل انعام شامل ہیں۔

حضرت نفیس الحسینیؒ کی شخصیت کی کئی جہتیں ہیں۔ جہاں آپؒ ایک ماہر اور کہنہ مشق خطاط تھے وہاں آپؒ ایک بے مثل مضمون نگار بھی تھے۔ آپؒ کے مضامین میں ایک خاص تحقیقی شان نمایاں ہوتی تھی۔

(۱)۔ خطاطی، تاریخی عظمت کا شاہکار ایک بے مثل فن (۲)۔ خطاطان قرآن (۳)۔ خطاطان قرآن عہد نبوی ﷺ سے خلافت عباسیہ تک (۴)۔ خطاط الملک تاج الدین زریں رقم (۵)۔ اسلامی خطاطی اور اقسام خط (۶)۔ ایک خوش نویس خاندان (۷) حافظ محمد یوسف سدیدی بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ آپ فارسی اور اردو کے قادر الکلام شاعر بھی تھے۔ خصوصاً نعتیہ شاعری میں تو آپؒ فنا فی الرسول ہو کر مدح سرا ہوا کرتے تھے۔ آپؒ کی شہرہ آفاق نعت ''تجھ سا کوئی نہیں'' تو آج بچے بچے کی زبان پر ہے۔ آپؒ کے اس نعتیہ کلام میں فنا فی الرسول کا عالم قابل بیان ہے۔

اے سراپا نفیس ، انفس دو جہاں، سرور دلبراں دلبر عاشقاں
ڈھونڈتی ہے تجھے میری جانِ حزیں ، تجھ سا کوئی نہیں تجھ سا کوئی نہیں

مقطع میں شاعر ہمیشہ اپنا تخلص لاتا ہے۔ آپؒ یہاں تخلص بھی لائے تو اس پیرائے میں کہ اپنی ذات کو مٹا ڈالا'' وارے'' ہو گئے ذات مصطفی ﷺ پر۔ نفیس پر ہی ختم نہیں فرمایا'' superlative degree'' لائے'' انفس دو جہاں'' اپنی ذات کی نفی ہی نہیں فرمائی بلکہ خود کو تو کلیۃً ختم کر ڈالا اور ساتھ ہی اک حقیقت بیان کر ڈالی۔ اہل نظر جانتے ہیں یہ بالکل اس حدیث قدسی کی تفسیر وتشریح ہے جس فرمایا گیا ہے کہ '' لولاك لما خلقت الافلاك''

عشق رسالت کی یہ شمع فروزاں ہوتی ہے ۴ دسمبر ۱۹۵۷ھ کو۔ جب آپ نے اپنا ہاتھ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے دست حق پرست میں بغرض بیعت دیا تھا۔ آپؒ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے آخری خلیفہ تھے۔ آپؒ کو حضرت امام حسینؓ سے شدید لگاؤ تھا اسی جذبہ کے زیر اثر آپؒ نے اپنے نام کے ساتھ'' الحسینی'' کا لفظ جوڑا اور اسی بناء پر آپؒ تصوف وطریقت کی طرف مائل ہوئے۔

اپنے اللہ کا حمد شکر ادا کرتا ہوں
جس نے وابستہ کیا دامنِ شبیر کے ساتھ

آپؒ امیر المومنین حضرت سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی فکر کے امین تھے۔ آپؒ کے منہ سے ان قدسی صفات حضرات کی شان میں فقیر نے یہ اشعار ایک مجلس میں سنے تھے۔

بڑھے مجاہدینِ صف شکن جو ہاتھوں پہ نذر جاں لیے
موت باادب ملی ،حیات جاویداں لیے

آپؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی نائب امیر تھے۔ آپؒ کی فکر اور جذبہ عشق رسالت کا فروغ کارکنان ختم نبوت پر لازم اور فرض ہے۔ زندہ قومیں اپنے مربیوں اور محسنوں کو ایسے ہی خراج عقیدت پیش کیا کرتی ہیں کہ ان کے مشن کو آگے بڑھائیں اور دیے سے دیا جلتا رہے۔ رہے نام اللہ کا۔

مرزا غلام احمد قادیانی ...... اپنی زبانی!

حضرت مولانا لال حسین اختر

مرزا غلام احمد قادیانی نے خشکی پر اپنی ''نبوت کی کشتی'' چلائی۔ ان کی ہمت قابل داد ہے۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس کشتی کو اپنے ''چپو'' کے زور سے کنارے لگانے کی کوشش کی۔ ان کا مقام بھی ''نبوت'' سے کچھ کم نہیں۔ بعض مقامات پر تو یہ ''چپو مار کھیون ہار'' خود ''میر بحر'' سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں اور ایسے مشکل وقت میں جب کہ ''میر بحر'' کے اوسان خطاء ہو گئے تھے۔ ان ''کھیون ہاروں'' نے محض اپنے ''چپو'' کے زور سے ناؤ کو پار لگا دیا۔

''بکر وثیب'' کنواری اور بیوہ کا مقام بھی ان چند خطرناک مقاموں میں سے ایک ہے۔ جہاں سے نبوت کی کشتی صحیح سلامت نہ نکل سکتی۔ اگر یہ ''چپو باز'' اس کی مدد کو بروقت نہ پہنچ جاتے۔ مدعی نبوت تو حضرت امیر المؤمنین کی دہلی والی شادی کے بعد بھی فرما رہے ہیں کہ:

''مقدر یوں ہے کہ ایک بکر سے شادی ہوگی اور پھر بعدہ ایک بیوہ سے۔ میں اس الہام کو یاد رکھتا ہوں۔ مجھے امید نہیں محمد حسین نے بھلا دیا ہو...... یہ خدا کا نشان تھا۔ جس کا ایک حصہ اس نے دیکھ لیا اور دوسرا حصہ جو ثیب یعنی بیوہ کے متعلق ہے۔ دوسرے وقت میں دیکھ لے گا۔''

یعنی ''میر بحر'' تو بکر (حضرت ام المؤمنین) کے بعد برابر ثیب کی راہ میں چشم براہ رہے۔ مگر۔

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہ انتظار ہوتا

''الہام'' غلط ثابت ہوا۔ ''خدا کا نشان'' ظاہر نہ ہوا۔ مرزا قادیانی کی ''نبوت'' کا بیڑا ڈوبنے لگا تو ''اہل چپو'' آ پہنچے اور انہوں نے یہ چپو مار کر اس بیڑے کو ڈوبنے سے بچالیا کہ:

''یہ الہام الٰہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المؤمنین کی ذات میں ہی پورا ہوا۔ جو بکر آئیں اور ثیب رہ گئیں۔'' گویا اس الہام الٰہی کا مفہوم نہ ''الٰہی'' سمجھا سکا، نہ نبی سمجھ سکا۔ اگر سمجھا تو برخوردار ''خلیفوں'' نے اور بھی باپ کے انتقال کے بعد! سچ ہے۔ اگر پدر نتواند پسر تمام کند!

کاش! کہ یہ بدھو ''چپو باز'' دنیا کو بدھو بنانے کی کوشش نہ کرتے۔ کاش کہ وہ یہ حقیقت جان لیتے کہ اس طرح وہ دنیا کو فریب دینے کی ناکام کوشش کر کے خود فریب کھا رہے ہیں اور دنیا کو بدنام اور ناکام ''نبوت'' پر ہنسنے اور مضحکہ اڑانے کے مزید مواقع بہم پہنچا رہے ہیں۔ (مدیر)

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کو پرکھنے کے لئے کسی علمی بحث کی ضرورت نہیں۔ مرزا قادیانی نے اپنی صداقت جانچنے کے لئے علمی حقائق، فلسفیانہ دلائل منطقی الجھنوں اور صرفی ونحوی بحثوں سے ہمیں بے نیاز کر دیا ہے۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں کہ:

الف...... ’’تورات اور قرآن مجید نے بڑا ثبوت نبوت کا صرف پیش گوئیوں کو قرار دیا ہے۔‘‘

(رسالہ استفتاء ص ۳، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

ب...... ’’سو پیش گوئیاں کوئی معمولی بات نہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو۔ بلکہ محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں۔ سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیش گوئیوں کے وقت کا انتظار کرے۔‘‘

(شہادت القرآن ص ۶۵، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

ج...... ’’ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

د...... ’’ممکن نہیں کہ نبیوں کی...... پیش گوئیاں ٹل جائیں۔‘‘ (کشتی نوح ص ۵، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

ہ...... ’’کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ چڑھ کر رسوائی ہے۔‘‘

(تریاق القلوب ص ۳۱۷، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا قادیانی کی ان تحریرات نے فیصلہ کر دیا کہ ان کے صدق و کذب کی شناخت کا سب سے بڑا معیار ان کی پیش گوئیاں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنی ہر تصنیف میں اپنے نشانات، کرامات اور معجزات کے بے سرے راگ ہمیشہ ہی الاپتے رہے اور یہاں تک لکھ دیا کہ:

’’خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی نبوت بھی ان سے ثابت ہوسکتی ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت ص ۳۱۷، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

علیٰ وجہ البصیرت ہمارا دعویٰ ہے۔ جس کی تردید قیامت تک امت مرزائیہ نہیں کر سکتی کہ مرزا قادیانی کی تمام تصانیف پڑھ لی جائیں تو سوائے فٹ بال کی طرح گول مول اور رانٹ سنٹ پیش گوئیوں کے کسی ’’نشان‘‘ کسی ’’کرامت‘‘ اور کسی ’’معجزے‘‘ کا پتہ نہیں چلتا۔ لطف یہ ہے کہ قادیانی پیش گوئیوں کے الفاظ بھی موم کی ناک کی طرح ہیں۔ جدھر چاہو الٹ پھیر دو اور جب تک انہیں تاویلات باطلہ کے شکنجے میں نہ جکڑ دیا جائے۔ وہ کسی واقعہ پر چسپاں نہیں ہوسکتے۔ ہمارے تحقیقات کا نتیجہ ہے کہ مرزا قادیانی کی کوئی تحدیانہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ جتنی تحدی سے کوئی پیش گوئی کی گئی۔ اتنی ہی صراحت سے وہ غلط نکلی۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (تذکرۃ الشہادتین ص ۴۱) پر اپنی پیش گوئیوں اور نشانات کی تعداد دس لاکھ سے زیادہ لکھی ہے۔ اس کی بعد کی پیش گوئی کا سلسلہ شیطان کی آنت سے بھی درازتر ہوتا چلا گیا۔ مرزا قادیانی کی تمام پیش گوئیوں کی دھجیاں اڑانے کے لئے ضخیم کتاب لکھی جاسکتی ہے۔

ہم پیش نظر اشاعت میں مرزا قادیانی کی عظیم الشان اور تحدیانہ پیش گوئی ’’بکر و ثیب‘‘ کے چہرے سے اس لئے نقاب اٹھاتے ہیں کہ علماء اہل سنت والجماعت آج تک اسے منظر عام پر نہیں لائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں کہ:

’’تقریباً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے کہ مجھے کسی تقریب پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر

رسالہ ''اشاعت السنہ'' کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام سنایا۔ جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا اور وہ یہ ہے۔ ''بکر وثیب'' جس کے یہ معنی ہیں۔ جوان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدائے تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر (کنواری ناقل) ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہوگیا (یہ بھی غلط ہے کہ کنواری کے نکاح کا الہام پورا ہوگیا۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے خود لکھا ہے۔ دو جزوں میں سے ایک جزو باطل ہو جائے تو وہ اس بات کی مستلزم ہوئی کہ دوسرا جزو بھی باطل ہے۔ (اعجاز احمدی ص۲۷) جب بیوہ کے نکاح کا الہام صریح جھوٹ نکلا تو بقول مرزا غلام احمد قادیانی کنواری کے نکاح کا الہام بھی غلط ثابت ہوا۔ کیونکہ ایک جزو باطل ہونے سے دوسرا جزو خود بخود باطل ہوگیا۔) اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کا انتظار ہے۔'' (تریاق القلوب ص۳۴، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

شب وعدہ کسی کی انتظاری کیا قیامت ہے
کھٹکتی خار بن کر ہے مہک پھولوں کے بستر کی

یہ الہام ۱۸۸۱ء کا ہے۔ جس میں مرزا قادیانی کو بشارت دی گئی اور ان سے وعدہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ دو عورتیں تیرے نکاح میں لائے گا۔ ایک کنواری اور دوسری بیوہ۔ بقول مرزا کنواری کا الہام پورا ہوگیا۔ نکاح بیوہ کے الہام کا انتظار ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کا کسی بیوہ سے نکاح نہ ہوا اور وہ اس انتظار اور حسرت کو اپنے ساتھ قبر میں لے گئے۔ کسی بیوہ کے ساتھ نکاح کی ناکامی نے قطعی فیصلہ کر دیا کہ بیوہ کے نکاح کا الہام شیخ چلی کی گپ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ مرزائی اس پیش گوئی کی الٹی سیدھی تاویل کرنے کے لئے کسی شرط کا بہانہ بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا ''الہام'' اور پیشین گوئی کی تشریح بتا رہی ہے کہ پیش گوئی بلا شرط ہے۔ نہ ہی بیوہ کے نکاح کے ''الہام'' کو محمدی بیگم کے نکاح کی پیش گوئی پر چسپاں کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ۱۸۸۱ء کا الہام ہے۔ اس وقت مرزا قادیانی اور محمدی بیگم کے نکاح کا قصہ ہی شروع نہ ہوا تھا۔ جیسا کہ خود مرزا قادیانی نے تحریر کیا ہے۔

''اسی طرح شیخ محمد حسین بٹالوی کو حلفاً پوچھنا چاہئے کہ کیا یہ قصہ صحیح نہیں کہ یہ عاجز اس شادی سے پہلے جو دہلی میں ہوئی۔ اتفاقاً اس کے مکان پر موجود تھا۔ اس نے سوال کیا کہ کوئی الہام مجھ کو سناؤ۔ میں نے ایک تازہ الہام جو انہی دنوں میں ہوا تھا اور اس شادی اور اس کی دوسری جزو پر دلالت کرتا تھا۔ اس کو سنایا اور وہ یہ تھا۔ ''بکر وثیب'' یعنی مقدر یوں ہے کہ ایک بکر سے شادی ہوگی اور پھر بعدہ ایک بیوہ سے میں اس الہام کو یاد رکھتا ہوں۔ مجھے امید نہیں کہ محمد حسین نے بھلا دیا ہو۔ مجھے اس کا وہ مکان یاد ہے جہاں کرسی پر بیٹھ کر میں نے اس کو یہ الہام سنایا تھا۔ اور احمد بیگ (مرزا قادیانی کی آسمانی منکوحہ محترمہ محمدی بیگم کے والد، ناقل) کے قصہ کا ابھی نام ونشان نہ تھا۔ پس اگر وہ سمجھے تو سمجھ سکتا ہے کہ یہ خدا کا نشان تھا۔ جس کا ایک حصہ اس نے دیکھ لیا اور دوسرا حصہ جو ثیب یعنی بیوہ کے متعلق ہے دوسرے وقت میں دیکھ لے گا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۴، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا قادیانی نکاح بیوہ کے الہام اس کی امید اور حسرت سمیت ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو اگلے جہاں کی طرف

کوچ کر گئے۔ تو امت مرزائیہ نے ثیب (نکاح بیوہ) کے الہام کو تاویلات نہیں بلکہ دجل وفریب کے شکنجہ میں جکڑ کر اس کی صورت کو مسخ کر دیا۔ نظارت تالیف وتصنیف جماعت قادیان نے جس کے ناظر مرزا قادیانی آنجہانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم۔اے ہیں۔ ’’تذکرہ‘‘ (تذکرہ مرزائیوں کے قران کا نام ہے۔ جس میں مرزا قادیانی کے رویا، مکاشفات، الہامات اور وحی مقدس کو مرزائیوں کی تاویلات کے لئے جمع کیا گیا ہے۔ مرزائی اس مجموعہ کو درجہ اور شان کے لحاظ سے قرآن مجید کے ہم مرتبہ اور برابر سمجھتے ہیں) میں (تریاق القلوب ص۳۴) سے یہ پیش گوئی (جسے ہم نقل کر چکے ہیں) درج کر کے حاشیہ میں لکھا ہے۔

’’یہ الہام الٰہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المومنین کی ذات میں ہی پورا ہوا۔ جو بکر آئیں اور ثیب رہ گئیں۔‘‘ خاکسار مرتب! (تذکرہ ص۳۸، حاشیہ)

قارئین کرام! پھر ایک دفعہ مرزا قادیانی کے الہام اور اس کی تشریح وتوضیح کو پڑھ لیجئے اور ساتھ ہی تذکرہ کے مرتب کی دجل آمیز عبارت پر غور کیجئے کہ کس قدر دھوکا اور فریب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ واللہ! میں تو مرزائی مبلغین کی ایسی مکروہ چالبازیاں دیکھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ان کے دل میں نہ اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اور نہ ہی انہیں لوگوں سے شرم وحیا آتی ہے۔

مرزا قادیانی تو لکھتے ہیں کہ:

’’خدائے تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک کنواری ہوگی اور دوسری بیوہ۔ لیکن مرزا قادیانی کے چیلے کہتے ہیں کہ ایک ہی نکاح سے ’’الہام‘‘ پورا ہو گیا۔ یعنی نصرت جہاں بیگم صاحبہ (مرزا محمود احمد کی والدہ) کا کنواری ہونے کی حالت میں مرزا غلام احمد قادیانی سے نکاح ہوا اور مرزا کی وفات کے بعد نصرت جہاں بیگم صاحبہ بیوہ رہ گئیں۔‘‘

مرزائیو! (تریاق القلوب ص۳۴) اور (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۴) سے ہماری درج کردہ اپنے ’’مسیح موعود‘‘ کی عبارات غور سے پڑھو تو تم پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا کہ مرزا غلام احمد قادیانی یہ نہیں لکھتے کہ میری بیوی بیوہ رہ جائے گی۔ بلکہ وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک کنواری ہوگی اور دوسری بیوہ۔‘‘ پس تم بتاؤ کہ کس بیوہ عورت سے مرزا قادیانی کا نکاح ہوا؟ اگر کسی بیوہ سے نکاح نہیں ہوا اور یقیناً نہیں ہوا تو تمہیں مرزا قادیانی کو کاذب ماننے میں کون سا امر مانع ہے؟ کسی بیوہ عورت سے نکاح نہ ہونے کے باعث مرزا قادیانی کا ثیب والا الہام صریح جھوٹ اور کھلا ہوا افتراء ثابت ہوا۔ پس مرزا قادیانی کاذب ٹھہرے۔

کیونکہ خدائے تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ: ’’ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب‘‘

سوچ کر دیکھو کہ اس کے یہی معنی ہیں۔ ’’جو شخص اپنے دعوے میں کاذب ہو اس کی پیش گوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص۳۲۲، ۳۲۳، مرزا غلام احمد قادیانی)

نیز مرزا قادیانی خود ارشاد فرماتے ہیں۔ ’’ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۲۲۲، مرزا غلام احمد قادیانی)

جب آپ مذہب رکھتے ہیں ...... تو!

مذہب کی حفاظت واشاعت سے بھی پوری پوری دل چسپی لیجئے! نزول مسیح کا نشان مال کی کثرت کے متعلق ہے۔ اسے کوئی قابل قبول نہیں کرے گا۔ حدیث میں ’’حتیٰ لا یقبلہ احد‘‘ پر زور دیا گیا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی کے آنے کے بعد مال کی طلب ختم ہوگئی۔ ورع واتقا نے لوگوں کو مال سے متنفر کردیا۔ واقعہ یہ ہے، خود مرزا قادیانی کا خاندان چندوں کے لئے مختلف حیلے تراش رہا ہے۔ مسیح قادیان نے خود لنگر کا چندہ، براہین احمدیہ کا چندہ، بہشتی مقبرہ کا چندہ، تبلیغ کا چندہ، غرض تحصیل مال کے لئے کس قدر باطل راہیں تھیں۔ جھوٹے حیلے تھے جو اختیار کئے۔ معلوم ہوتا ہے اصل مسیح تاحال تشریف نہیں لائے۔ بھیس بدل کر کچھ ارباب ہوس ان کی جگہ لینے کی کوشش کر کے چل بسے۔ سچے مسیح کا انتظار ہنوز باقی ہے۔ جو دنیا کو مال سے بے نیاز کردے گا۔

جناب حاجی سید شاہ محمد آغاؒ کی رحلت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے نائب امیر دوئم حاجی سید شاہ محمد آغا ۱۴؍مارچ ۲۰۰۸ء بروز جمعہ صبح پانچ بجے سلیم کمپلیکس ہسپتال کوئٹہ میں انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! انتقال کے وقت حاجی سید شاہ محمد آغا کی عمر پچاسی سال کے لگ بھگ تھی۔ ان کی وفات سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے ایک بڑے بزرگ رہنماء سے محروم ہوگئی۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ان کی بہت گراں قدر خدمات تھیں۔ انہوں نے اپنی تمام زندگی تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف کی ہوئی تھی۔ نہایت ہی ملنسار شخص تھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام بزرگوں کا نہایت ہی احترام کرتے تھے۔ ختم نبوت کے کاز سے والہانہ لگاؤ تھا۔ وفات سے کچھ دن پہلے اچانک بیمار ہوئے۔ سلیم کمپلیکس میں آپ کو داخل کرایا گیا۔ صحت سنبھل گئی۔ ہسپتال سے چھٹی لی اور گھر آگئے۔ کچھ دن گھر میں رہنے کے بعد پھر طبیعت خراب ہوگئی۔ واپس سلیم کمپلیکس میں آپ کو داخل کرایا گیا۔ اس کے بعد طبیعت نہ سنبھل سکی اور جمعہ کے روز ہسپتال ہی میں اپنی جان، جان آفریں کے سپرد کردی۔ ان کی وفات نے کوئٹہ کی دینی مجلسوں کی رونقوں وبہاروں کو مرجھا دیا۔ حق تعالیٰ شانہ کروٹ کروٹ مغفرت فرمائیں اور جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ ان کی نماز جنازہ ان کے آبائی گاؤں کلی سیداں شیخ ماندہ کوئٹہ میں بعد نماز جمعہ تین بجے ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کے رہنماؤں محمد نواز، حاجی محمد زبیر، محمد عمران، حافظ خادم حسین گجر سمیت ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ سید شاہ محمد آغا کے صاحبزادے سید علی محمد، سید گل محمد، سید خان محمد، سید حبیب الرحمن اور ان کے دیگر لواحقین سے اظہار افسوس کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ بلوچستان کے امیر حضرت مولانا عبدالواحد نے حاجی شاہ محمد آغا کی فاتحہ خوانی کے موقع پر کہا کہ میں تمام سید برادری سے کہتا ہوں کہ آپ حاجی سید شاہ محمد آغا کے مشن تحفظ ختم نبوت کو آگے بڑھائیں اور اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ نیز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے نائب امیر مولانا عبداللہ منیر، حاجی غلام حیدر، مولانا محمد یوسف جلالپوری، حاجی خلیل الرحمن، حاجی نعمت اللہ خان، حاجی محمد اکبر، حاجی محمد زبیر، محمد نواز، حافظ خادم حسین گجر نے حاجی شاہ محمد آغا کے لئے فاتحہ خوانی کی اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔

حیات عیسیٰ علیہ اسلام!

پروفیسر سید شجاعت علی شاہ

قسط نمبر:۴

۱...... ’’عن ثوبانؓ قال قال رسول اللہﷺ انہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعدی(ابوداؤد:ص۲۲۸، ترمذی: ص۴۵)‘‘ ﴿حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے۔ ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔﴾

یہ حدیث متواتر کے درجہ میں ہے۔ تفصیل کے لئے تحفہ قادیانیت جلد اوّل صفحہ۱۹۔

۲...... ’’عن انس بن مالکؓ قال قال رسول اللہﷺ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (ترمذی: ص۵۱ ج۲، مسند احمد: ص۲۶۷ ج۳)‘‘ ﴿حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ رسالت ونبوت ختم ہوچکی ہے۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔﴾ یہ حدیث بھی متواتر کے درجہ میں ہے۔

۳...... ’’عن سعد عن ابیہ ان رسول اللہﷺ خرج الی تبوک فاستخلف علیا قال اتخلفنی فی الصبیان والنساء قال الا ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لیس نبی بعدی (بخاری: ج۲ ص۶۳۳)‘‘ ﴿حضرت سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ تبوک کی لڑائی کے لئے نکلے تو حضرت علیؓ کو پیچھے اپنا نائب چھوڑا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہﷺ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ رہے ہیں تو آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾ یہ حدیث بھی متواتر ہے۔

۴...... ’’عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہﷺ قال مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بنیانا فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویہ من زوایاہ فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ قال فانا اللبنہ وانا خاتم النبیین (صحیح بخاری کتاب المناقب ص۵۰۱، مشکوٰۃ:۵۱۱)‘‘ ﴿حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین وجمیل محل بنایا۔ مگر اس کے کسی کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس کے گرد گھومنے اور اس پر عش عش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہ لگادی گئی؟۔ آپﷺ نے فرمایا میں وہی آخری اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔(یعنی محل نبوت کی تکمیل ہوچکی۔ اب کوئی ضرورت نہیں)۔﴾

۵...... ’’عن جبیر بن مطعمؓ قال سمعت النبیﷺ یقول ان لی اسماء انا محمد

وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ لی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی (بخاری: مسلم: مشکوٰۃ: ص ۵۱۵) ’’﴿حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا کہ میرے چند نام ہیں۔ میں محمد ہوں۔ میں احمد ہوں۔ میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعے اللہ کفر کو مٹائیں گے اور میں حاشر ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾

اب چند ایک ضروری اقوال ان بزرگان کے جن کی عبارات کو قطع برید کے بعد اپنے مطلب کے لئے پیش کیا جاتا ہے:

حضرت ملا علی قاری جن کو مرزائی بھی امام اہل سنت اپنی کتاب میں تحریر کرتے ہیں۔

۱...... ’’ودعوی النبوۃ بعد نبینا ﷺ کفر بالا جماع (شرح فقہ اکبر: ص ۲۰۲)‘‘ ہمارے نبی ﷺ کی بعثت کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا بالاجماع کافر ہے۔

۲...... ’’اذا لم یعرف ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات (الاشباہ والنظائر ا ص ۱۳۸، علامہ ابن نجیم مصری حنفی)‘‘ اگر کوئی شخص یہ نہ جانے کہ محمدؐ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں۔ کیونکہ یہ عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے۔

’’ہمارے نبی ﷺ کی موجودگی یا آپ ﷺ کے بعد جو کوئی کسی نبوت کا قائل ہو یا اس نے خود اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا یا پھر دل کی صفائی کی بناء پر اپنے کسب کے ذریعے نبوت کے حصول کے جواز کا قائل ہوا یا پھر اپنے پر وحی کے اترنے کو کہا۔ اگرچہ دعویٰ نبوت نہ کیا۔ یہ سب قسم کے لوگ نبی علیہ السلام کے دعویٰ...... انا خاتم النبیین...... کی تکذیب کرنے والے کافر ٹھہرے۔‘‘ (شفاء: قاضی عیاضؒ: ص ۳۲۷ ج ۲)

۳...... ’’خاتمیت زمانی اپنا دین وایمان ہے۔ ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں۔

(مناظرہ عجیبہ ص ۳۹، دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتویؒ)

’’حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے۔‘‘

(مناظرہ عجیبہ ص ۳، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ)

اب آیئے قرآن مجید کی آیت سے ایک سادہ سی مثال کے ذریعے مسئلہ کی وضاحت۔ اللہ رب العزت نے انسانوں کی ہدایت کے لئے انبیاء کا سلسلہ شروع کیا تو پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ ان کے بارے میں قرآن مجید کا بیان ہے کہ:

۱...... ’’ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحا وآل ابراہیم (آل عمران: ۳۳)‘‘ ﴿بے شک اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کے گھر کو۔﴾ فہرست انبیاء میں حضرت آدم علیہ السلام کا نام نامی سب سے اول ہے۔

۲...... ’’اولٰئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین من ذریۃ آدم (مریم: ۵۸)‘‘

﴿یہ وہ لوگ ہیں جن پر انعام کیا اللہ نے پیغمبروں میں آدم (علیہ السلام) کی اولاد ہیں۔﴾ گویا آدم علیہ السلام کے بعد نبوت جاری رہی۔

۳...... ’’انا اوحینا الیك کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ (نساء:۱۶۳)‘‘
﴿ہم نے وحی بھیجی تیری طرف جیسے وحی بھیجی نوح پر اور ان نبیوں پر جو اس کے بعد ہوئے۔﴾
یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے بعد نبوت جاری رہی۔

۴...... ’’ووھبنالہ اسحق ویعقوب وجعلنا فی ذریۃ النبوۃ والکتاب (عنکبوت:۲۷)‘‘ ﴿اور دیا ہم نے اس کو اسحق اور یعقوب اور رکھ دی اس کی اولاد میں نبوت اور کتاب۔﴾ یعنی اسحق و یعقوب علیہ السلام کے بعد بھی نبوت جاری رہی۔

۵...... ’’ولقد آتینا موسیٰ الکتاب وقفینا من بعدہ بالرسل (بقرہ:۸۷)‘‘ ﴿اور بے شک دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور پے درپے بھیجے اس کے پیچھے رسول۔﴾ یعنی موسیٰ علیہ السلام کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری رہا۔

یہاں تک تو بات تھی سلسلہ نبوت کے جاری رہنے کی۔ اب چونکہ اختتام مقصود تھا۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی یہ کہلوایا کہ:

۶...... ’’واذقال عیسیٰ ابن مریم یابنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقالما بین یدیّ من التوراۃ ومبشر برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (صف:۶)‘‘
﴿اور جب کہا عیسیٰ ابن مریم نے اے بنی اسرائیل میں بھیجا ہوا آیا ہوں اللہ کا تمہارے پاس یقین کرنے والا اس پر جو مجھ سے آگے ہے توریت اور خوشخبری سنانے والا ایک رسول کی جو آئے گا میرے بعد۔ اس کا نام ہے احمد﴾
حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک نبوت جاری رہی اور قرآن مجید کا اعلان ہوتا رہا۔ اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی اعلان کروایا کہ میرے بعد صرف ایک رسول آئے گا جس کا اسم مبارک احمد ہوگا: ’’برسول...... یاتی ...... من بعد‘‘ گویا اللہ رب العزت اس سلسلہ نبوت کو بند کرنے والے ہیں۔

۷...... ’’وما محمد الارسول قد خلت من قبلہ الرسل (آل عمران:۱۴۴)‘‘ ﴿اور محمد تو ایک رسول ہے۔ ہو چکے اس سے پہلے بہت رسول۔﴾ یعنی محمد ﷺ سے پہلے تو سلسلہ انبیاء جاری تھا۔ بعد میں کوئی رسول نہیں۔ ورنہ یہاں بھی پہلے والا اعلان ہوتا۔

۸...... ’’کذالك ارسلناك فی امۃ قدخلت من قبلھا امم (رعد:۳۰)‘‘ ﴿اسی طرح تجھ کو بھیجا ہم نے ایک امت میں۔ گزر چکی ہیں اس سے پہلے بہت امتیں۔﴾ امت بھی ایسی جس سے قبل تو امتیں گزریں۔ بعد میں کوئی دوسری امت نہیں۔ کیونکہ کوئی نبی اور رسول اب نہیں آئے گا۔ قرآن مجید میں جہاں ایمانیات کا ذکر ہے وہاں پہلی کتب پر ایمان کا ذکر ہے۔ نہ کہ کسی بعد کی کتاب کا۔ ملاحظہ فرمایئے کہ:

۹...... ’’والذین یومنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك (بقرہ:۴)‘‘ ﴿وہ جو

ایمان لائے اس پر جو کچھ نازل ہوا تیری طرف اور اس پر جو کچھ نازل ہوا تجھ سے پہلے۔﴾ یعنی پہلے انبیاء اور کتب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ بعد میں کوئی نبی نہیں آئے گا۔

قرآن مجید میں تقریباً تیس سے زیادہ مقامات پر آپ ﷺ سے پہلے نبوت ورسالت کا ذکر ہے۔ مگر بعد کا تو کوئی شائبہ تک بھی نہیں ہوسکتا۔

۱۰...... ”الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی (المائدہ)“ ﴿آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا۔﴾ یعنی آج کے دن دین کی تکمیل ہوچکی۔ لہٰذا سلسلہ انبیاء اب ختم ہے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ سے خود اعلان کروادیا کہ:

۱۱...... ”قل یا ایها الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (الاعراف:۱۵۸)“ ﴿آپ فرما دیجئے کہ اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف﴾

یعنی آپ ﷺ کی نبوت ورسالت اور کتاب شریعت قیامت تک کے آخری انسان کے لئے کافی وشافی ہے۔ لہٰذا اب کوئی نبی اور رسول یا کتاب قطعاً نہیں آئے گی۔

حضور نبی کریم ﷺ سلسلہ نبوت کے آخری فرد ہیں۔ آپ ﷺ پر اس سلسلہ کو ختم کر کے آپ ﷺ کو خاتم النبیین کے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز فرمادیا اور آپ کو قیامت تک کے لئے نبی اور قرآن مجید کو قیامت تک کے لئے کتاب مقرر فرمایا۔ یہ تو تھی بات دلائل وبراہین کی جن میں مرزائی لوگوں کو الجھاتے ہیں اور چرب زبانی کے زور پر ایک نااہل شخص کو امامت ونبوت جیسے اعلیٰ مراتب پر فائز بتانے کی کوشش میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ مگر یہ کوئی نہیں بتاتا کہ وہ شخصیت تھی کون۔ اب آیئے دیکھتے ہیں کہ اپنی کتابوں کی روشنی میں مرزا غلام احمد قادیانی کیا تھا۔

جاری ہے!

تھل حمزہ میں کانفرنس

تھل حمزہ مدرس حرم مولانا محمد مکی حجازی مدظلہ کا آبائی علاقہ ہے اور مولانا مکی نے شاندار مسجد ومدرسہ کا انتظام کررکھا ہے۔ جس کے زعیم مولانا بشیر احمد آلہ آبادی ہیں۔ موصوف کی دعوت پر بعد نماز عشاء کے بعد جلسہ ہوا۔ جس میں دیگر مقامی علماء کرام اور نعت خوانوں کے علاوہ مولانا اللہ وسایا اور مولانا شجاع آبدی نے عقیدہ ختم نبوت پر نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ اسی سفر میں مبلغین کرام نے مجلس کے رہنماء اور رحیم یارخان کے ہردل عزیز خطیب قاری محمد اکمل ہاشمی خطیب غلہ منڈی کی وفات پر ان کے صاحبزادوں اور مولانا رشید احمد لدھیانوی سے ان کی والدہ اور اہلیہ محترمہ کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا اور احیاء العلوم ظاہر پیر کے مہتمم مولانا منظور احمد نعمانی، درگاہ عالیہ دین پور شریف کے سجادہ نشین حضرت اقدس میاں سراج احمد دین پوری دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضری دی اور دعائیں لیں۔ مذکورہ بالا پروگرام سردار عبیداللہ خان خاکوانی اور برادرم محمد آصف کی گھاڑیاں راحت کا سبب بنیں۔ مولانا مفتی محمد راشد مدنی، سید توصیف ہاشمی پابرکاب رہے۔

سرگرمیاں!

ادارہ!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر سید نفیس الحسینیؒ کی یاد میں تعزیتی جلسہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن میں ۱۳رفروری ۲۰۰۸ء بعد نماز مغرب سے رات گئے تک مخدوم العلماء، امام المجاہدین، سید الخطاطین حضرت اقدس سید نفیس الحسینیؒ کی یاد میں تعزیتی جلسہ منعقد ہوا۔ پہلی نشست کی صدارت حضرت شاہ صاحبؒ کے جانشین سید زید الحسینی نے کی۔ جب کہ دوسری نشست کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے معاون امیر مرکزیہ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف نے کی۔ تعزیتی جلسہ سے مولانا عبدالرحمان خطیب مرکزی مسجد انارکلی، قاری جمیل الرحمان اختر، علامہ طفیل رضا، علامہ ڈاکٹر خالد محمود، مولانا سعید احمد جلالپوری، مولانا فضل الرحیم جامعہ اشرفیہ، مولانا محمد یوسف خان، مولانا محمد امجد خان، قاری سیف اللہ اختر، مولانا اللہ وسایا، مولانا عبدالکریم ندیم، مولانا محمد عالم طارق نے خطاب فرمایا۔ قاری آصف رشیدی، سید سلمان گیلانی، طاہر بلال چشتی اور فیصل بلال نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ جب کہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا سید ضیاء الحسن شاہ اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی سرانجام دیتے۔ مہمانان خصوصی، اور عمومی کے خوردونوش اور رہائش وآرام کی نگرانی مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور قاری عمر حیات نے کی۔

علماء کرام نے حضرت شاہ صاحبؒ کو ان کی ہمہ جہت خدمات بالخصوص عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانیت کے تعاقب کے سلسلہ میں ان کی شاندار خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ علماء کرام نے کہا کہ حضرت سید نفیس الحسینی نے فن خطاطی میں کمال حاصل کیا اور اس فن کو قرآن وسنت، اشاعت دین اور حفاظت اسلام کے لئے وقف کردیا۔ اگر وہ چاہتے تو کروڑوں روپے کما سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے قوت لایموت پر گذارا کیا اور اپنے کمال فن وہنر کو کمائی کا ذریعہ نہیں بنایا۔ علماء کرام نے کہا کہ مولانا لدھیانوی شہیدؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجلس کی امارت ونائب امارت پر ہمیشہ قطب حضرات فائز رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت شاہ صاحبؒ اپنے زمانہ کے قطب تھے۔ علماء کرام نے کہا محبت رسول کا جذبہ ان کے رگ وریشہ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے عشق رسالت میں ڈوب کر نعتیہ اشعار لکھے اور اس کو حضورﷺ کا صدقہ قرار دیا۔ انہوں نے صحابہ کرام اور اہل بیت وعترت رسولﷺ کے متعلق چن چن کر کتابیں چھاپیں اور تمام رفقاء کو خارجیت، ناصبیت اور رفض سے بچا کر راہ اعتدال پر رکھا۔ معززین نے کہا کہ وہ ولی اللٰہی فلسفہ اور دیوبندی فکر کے امین تھے اور اس امانت کو اگلی نسل تک پہنچایا۔

حضرت سید نفیس الحسینیؒ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میر پور خاص سندھ کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے کہا! راقم نے حضرت شاہ صاحب کا تذکرہ ۸۳۔۱۹۸۲ء میں سنا۔ جب گوجرانوالہ میں زیر تعلیم تھا۔ اس وقت دیکھا کہ گوجرانوالہ دفتر ختم نبوت

کے ساتھ ایک کمرہ میں خطاط حضرات کی ایک جماعت بیٹھی ہے۔معلوم ہوا کہ اکثر حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ کے شاگرد ہیں۔لیکن حضرت کی پہلی زیارت جمعیت علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا حامد میاںؒ کے جنازہ کے موقعہ پر ہوئی اور قریب بیٹھنے کا موقع بھی ملا۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے چہرہ دیکھ کر دل نے کہا کہ یہ صرف خطاط نہیں بلکہ کسی کامل اللہ والے کے صحبت یافتہ ہیں۔گھر واپسی پر مولانا محمد عبداللہ بھکر والوں نے بتایا کہ حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے بیعت ہوئے اور پھر اتنا مجاہدہ کیا کہ کچھ عرصہ میں خلافت قادریہ سے مجاز ہوئے اور حضرت رائے پوریؒ کے سب سے کم عمر خلفاء میں سے تھے۔احباب تو خیال کرتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید کے بعد ختم نبوت جماعت میں آئے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت کا خمیر ہی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اٹھایا تھا۔حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کی خدمت میں لاکر اس کو چار چاند لگائے۔حضرت رائے پوریؒ ہمیشہ عقیدہ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والوں کی سرپرستی فرماتے رہے اور اس سرپرستی میں اس وقت اور نکھار آیا جب حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی کتاب قادیانیت شائع ہونے لگی تو اس کی کتابت حضرت شاہ صاحب کے حصہ میں آئی۔یوں مرشد نے اپنے مرید کو تکوینی طور پر عقیدہ ختم نبوت کے محاذ کے لئے وقف کر دیا تھا۔۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے جواب میں ''ملت اسلامیہ کا موقف'' تحریر ہو رہا تھا تو اس اہم کتاب کی کتابت بھی آپ ہی کے حصہ میں آئی اور پھر آخر دم تک اسی کام سے وابستہ رہے۔تا آنکہ ۲۵رمحرم الحرام ۱۴۲۹ھ بروز پیر اپنی عقیدہ ختم نبوت کے کام کی ڈیوٹی بہت ہی احسن انداز میں پوری فرما کر اور بارگاہ الٰہی میں ہمیں سوگوار چھوڑ کر حاضر ہو گئے اور یقیناً اکابرین ختم نبوت کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اخلاص بھرے کام کی روئیداد پیش کر دی ہوگی۔

تعزیتی اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت زڑہ میانہ ضلع نوشہرہ صوبہ سرحد کے زیر اہتمام ایک تعزیتی اجلاس ہوا۔جس میں مقامی ارکین کے علاوہ کثیر تعداد میں علماء کرام نے شرکت کی۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر سرتاج الاولیاء، امام الاتقیاء، حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب اور صوبہ سرحد کے امیر حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی صاحب کی والدہ ماجدہ کے ایصال ثواب کے لئے ختم یٰسین شریف اور فاتحہ خوانی کی گئی۔بعد ازاں یہ تعزیتی اجلاس احتجاجی جلسہ کی صورت اختیار کر گیا۔ڈنمارک کے اخبارات میں محسن انسانیت وجہ تخلیق کائنات امام الانبیاء خاتم النبیین حضرت محمد عربی ﷺ کے توہین آمیز کارٹونوں کی دوبارہ اشاعت پر سخت غم و غصے کا اظہار کیا گیا۔تمام حاضرین نے اس فعل کی سخت مذمت کی اور حکومت کے سرد مہری اور نرم رویہ اختیار کرنے پر افسوس اور عدم اطمینان کا اظہار کیا۔

پشاور میں تعزیتی اجلاس

مجلس تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس ضلع ایبٹ آباد کے زیر اہتمام حضرت سید نفیس الحسینیؒ کی یاد میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس مرکزی جامع مسجد منڈیاں میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں ہزارہ کے طول وعرض سے ہزاروں فرزندان اسلام کے علاوہ جید علماء کرام نے شرکت کی۔ نقابت کے فرائض مولانا محمد صدیق شریفی نے سرانجام دیئے۔ مشہور نعت خواں حضرات جنید مصطفیٰ مطیع الرحمان اطہر اور عبدالباسط نے اپنا اور حضرت سید نفیس الحسینیؒ کا کلام پیش کیا۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے شاہین ختم نبوت، فاتح ربوہ حضرت مولانا اللہ وسایا نے اپنے مرشد اور قائد حضرت سید نفیس الحسینیؒ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ شاہ صاحبؒ تکوینی طور پر ختم نبوت کے محاذ پر قیادت کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔ وہ بے مثل شاعر اور عظیم خطاط تھے۔ انہوں نے حضرت رائے پوریؒ کی مسند کی جانشینی کا حق ادا کر دیا۔ وہ ساری عمر ختم نبوت کا پھریرا لہراتے رہے۔ ان کی وفات عظیم سانحہ ہے۔ مولانا اللہ وسایا نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ مجاہدین ختم نبوت حضرت شاہ صاحبؒ کے مشن کو جاری وساری رکھیں گے اور کاروان ختم نبوت اپنی منزل کی دھن میں چلتا رہے گا۔

ٹنڈو آدم میں جلوس

حال ہی میں گستاخ رسول ملک ڈنمارک کی جانب سے دوبارہ توہین رسالت پر مبنی خاکوں کی اشاعت پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کی جانب سے انتہائی مختصر وقت کی کال پر گستاخ رسول ملک ڈنمارک کے خلاف ایک زبردست احتجاجی مظاہرہ ہوا۔ جس کی قیادت مجلس کے صوبہ سندھ کے امیر سفیر اسلام علامہ احمد میاں حمادی نے کی۔ ریلی میں ڈنمارک کے وزیر اعظم کا مضحکہ خیز کارٹون، امریکی صدر جارج بش کا پتلا بھی نذر آتش کیا گیا۔ ریلی میں شہر کی مسجد انوار ختم نبوت ناریجو کاٹن فیکٹری، بلال مسجد قائد اعظم کالونی کی جماعت جمعہ سمیت شہر کے قریبی گوٹھوں راجو مری، مٹھوکوسو، سمیت تمام سیاسی، سماجی، تجارتی تنظیموں کے کارکنوں نے شرکت کی۔ ریلی کے انتظامات شبان ختم نبوت، انجمن طلبہ مدارس ختم نبوت کے راہنماؤں نے سنبھال رکھے تھے۔ ریلی جامع مسجد سے چل کر پریس کلب پر پہنچی۔ جہاں مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ محمد راشد مدنی، مفتی محمد طاہر مکی، مجلس کے امیر، حاجی محمد اسلم مغل، ڈاکٹر محمد خالد آرائیں، قاری دھنی بخش لاشاری، حافظ محمد فرقان انصاری، ماسٹر عبدالحکیم چانگ، جماعت اسلامی کے مرکزی راہنما عبدالعزیز غوری، مشتاق عادل، جمعیت علماء اسلام کے قاری محمد عباس، قاری محمد نذر، شہری اتحاد کے صدر محمد خان پنہور، ینگ بھن ویلفیئر ایسوی ایشن کے صدر شوکت علی بھن، پ، ٹ الف کے مرکزی راہنماء لیاقت بھن، یونین آف جرنلسٹ کے ضلعی صدر شیر علی بھن، پاکستان پیپلز پارٹی کے مرکزی راہنماء حنیف دریاہ، محمد نوید ڈیرو، آل پاکستان خانخیلی اتحاد کے ڈی جنرل سیکرٹری ممتاز علی خانخیلی، شبان ختم نبوت کے محمد ہاشم بروہی۔ آل پرائیوٹ مینجمنٹ ایسوی ایشن کے مختلف راہنماؤں سمیت شہر کے سب سے بڑے دینی ادارے کے مہتمم مولانا عبدالمالک انصاری، مدرسہ ندوۃ العلوم ختم نبوت ٹرسٹ کے جنرل سیکرٹری حافظ محمد طارق حمادی، حافظ محمد زاہد حجازی

سمیت شہر کے معززین کی بہت بڑی تعداد نے ریلی سے خطاب کرتے ہوئے حکومت کو کہا۔

اب بھی وقت ہے مشرف ہوش کرے اور ڈنمارک سے اپنے سفارتی تعلقات ختم کرے اور ان کے سفیروں کو ملک سے نکال دے اور حکومتی سطح پر ڈنمارک کا معاشی بائیکاٹ کیا جائے۔ راہنماؤں نے کہا کہ ڈنمارک کو دوبارہ توہین آمیز خاکے بنانے کی جرأت اس وجہ سے ہوئی کہ مسلمانوں نے گذشتہ سال گستاخ ممالک سے بائیکاٹ کی مدت محدود رکھی۔ اگر وہی بائیکاٹ اب تک جاری رہتا تو کسی اسلام دشمن ملک کو یہ جرأت پھر کبھی نہ ہوتی۔ یہودی، عیسائی ہماری ٹکڑوں پر پل رہے ہیں۔ اگر اب بھی مسلمان یہ تہیہ کرلیں کہ تمام مغربی ممالک کا مکمل بائیکاٹ تازندگی جاری رکھیں گے تو مسلمانوں کو تنگ کرنا امریکہ بھول جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان ناموس رسالت کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دینے کو تیار ہیں۔ مسلمان بھولا ہوا تو ہوسکتا ہے مگر بے غیرت نہیں ہوسکتا۔ وہ اپنے نبی کے معاملے میں سب سے زیادہ غیور ہے۔ اگر حکومت نے اس توہین پر سنجیدگی نہ دکھائی اور ڈنمارک کے سفیر کو ملک سے نہ بھگایا تو مسلمان خود ان سے نمٹیں گے۔ راہنماؤں نے دوٹوک الفاظ میں کہا کہ توہین رسالت کے مجرم کی توبہ دنیا میں قبول نہیں کی جاتی۔ راہنماؤں نے عوام سے پرزور اپیل کی کہ ناموس رسالت کی خاطر ڈنمارک کی تمام اشیاء کا بائیکاٹ کردیں۔

شیخوپورہ میں جلوس

مجلس تحفظ ختم نبوت شیخوپورہ کے زیراہتمام عظیم الشان تحفظ ناموس رسالتؐ ریلی منعقد ہوئی۔ جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء، تاجران، وکلاء اور زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے افراد نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ تحفظ ناموس رسالتؐ ریلی کا آغاز باب خلافت راشدہ چوک سے ہوا، مین بازار سے ہوتی ہوئی بتی چوک پر پہنچی اور بتی چوک سے ہوتے ہوئے چوک جناح پارک پہنچی۔ بعدازاں جناح پارک چوک میں احتجاجی جلسہ ہوا۔ جس میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ خصوصاً تاجر برادری نے مکمل طور پر شٹر ڈاؤن کرکے ہڑتال کی اور مدارس دینیہ کے اساتذہ وطلباء نے شرکت کی۔ احتجاجی ریلی میں نومنتخب ایم این اے میاں جاوید لطیف، ناظم اعلیٰ جامعہ فاروقیہ قاری طاہر عالم، نائب امیر ختم نبوت قاری محمد رمضان، ناظم اعلیٰ ختم نبوت قاری محمد الیاس، خطیب غوثیہ مسجد مولانا محمد یعقوب رضوی، خطیب جامعہ نظامیہ قاری فیض الحسن جمیل، جمعیت علماء پاکستان کے رہنماء مفتی محمد اشرف قادری، مرکزی جمعیت اہل حدیث کے رہنماء مولانا عبدالباسط کالعدم سپاہ صحابہ کے رہنماء مولانا عبدالغفار قاسمی، جمعیت علماء اسلام (ف) کے رہنماء حافظ محمد قاسم، مفتی زین العابدین، صدر انجمن تاجران امجد نذیر بٹ، انجمن تاجران کے جنرل سیکرٹری محمود سلیمی، چیئرمین مرکزی انجمن تاجران ملک محمد اسلم بلوچ، تحصیل ناظم انجینئر محمد بلال ورک، صدر بار ایسوسی ایشن ملک نصراللہ ٹو، عبدالحفیظ، حکیم سجاد رضوی، جماعت اسلامی کے رہنماء شیخ محمد جمیل، حافظ محمد اشفاق گجر، حافظ محمد اشرف طاہر، قاری محمد حنیف، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم سمیت متعدد مذہبی وسیاسی جماعتوں کے نمائندگان نے خطابات کئے۔

احتجاجی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ حضورﷺ کی خیالی گستاخی بھی ایمان کو نیست

ونابود کردیتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ گستاخان رسولؐ تعاقب جاری رکھیں گے۔ ڈنمارک اور دیگر مغربی ممالک سے سفارتی وتجارتی تعلقات ختم کئے جائیں اور ان ممالک کے سفیروں کو ملک بدر کیا جائے اور ان کی تمام مصنوعات کا مکمل طور پر بائیکاٹ کیا جائے۔ امجد نذیر بٹ صدر انجمن تاجران نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم تاجر برادری گستاخان رسولؐ کی مصنوعات کا صرف بائیکاٹ نہیں بلکہ ان کی تمام مصنوعات کو جمع کر کے کمپنی باغ میں آگ لگائیں گے۔ نومنتخب ایم۔این۔اے میاں جاوید لطیف نے کہا کہ حضور ﷺ سے محبت جزو لازم ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے آپ لوگوں نے ووٹ نہیں دیا۔ بلکہ لال مسجد کی وجہ سے مجھے ووٹ ملے اور فتح میرا مقدر بنی۔ میں پہلی فرصت میں لال مسجد کے حق میں اسمبلی میں آواز اٹھاؤں گا۔ ہم اپنے مسلمانوں پر بم نہیں برسائیں گے بلکہ ان سے پیار ومحبت سے پیش آئیں گے۔ قرارداد مذمت حاجی عمر دراز جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام (ف) ضلع شیخوپورہ نے پیش کی اور اختتامی دعاء مولانا مقبول الرحمن ڈسٹرکٹ خطیب شیخوپورہ نے کروائی۔

گستاخانہ خاکوں کے خلاف کوئٹہ میں جلوس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر ڈنمارک کے اخبارات میں گستاخانہ خاکوں کی دوبارہ اشاعت اور توہین آمیز فلم بنانے کی جسارت پر جمعہ کو صوبہ بھر میں یوم احتجاج منایا گیا اور مساجد میں مذمتی قرارداد منظور کی گئیں۔ کوئٹہ سمیت مچھ، سبی اور دوسرے شہروں میں احتجاجی ریلیاں نکالی گئیں۔ صوبائی دارالحکومت کی مساجد میں نماز جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں خطباء اور علماء کرام نے مذمتی قراردادیں منظور کیں۔ نماز جمعہ کے بعد شہر کی مختلف مساجد سے احتجاجی ریلیاں نکالی گئیں۔ جو جامع مسجد قندھاری کے سامنے جمع ہوئیں اور یہاں سے بہت بڑی ریلی شارع اقبال سے ہوتے ہوئے پریس کلب کے سامنے احتجاجی جلسہ میں تبدیل ہوگئی۔ جس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا عبدالواحد سابق رکن اسمبلی مولانا نور محمد، جامع مسجد مرکزی کے خطیب مولانا انوارالحق حقانی سابق صوبائی وزیر مولانا اللہ داد خیرخواہ جامع مسجد سنہری کے خطیب مولانا قاری عبداللہ منیر جامع مسجد گول کے خطیب مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی، مولانا محمد نعیم ترین اور دیگر علماء نے خطاب کیا۔

اس موقع پر ایک قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ گستاخانہ خاکوں کی اشاعت پر حکومت پاکستان ڈنمارک سے سفارتی تعلقات منقطع کردے اور تمام اسلامی ملک مل کر سفارتی سطح پر یہ مسئلہ اقوام متحدہ میں اٹھائیں۔ دوسری صورت میں ڈنمارک کے خلاف ہر سطح پر احتجاج کیا جائے اور یہ بھی مطالبہ کیا کہ اہل اسلام ڈنمارک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔ علماء کرام نے کہا کہ مسلمان حکمرانوں کی بے حسی سے عالم کفر بار بار مسلمانوں کے جذبات مجروح کر رہا ہے۔ اگر مسلمان ردعمل ظاہر کریں تو وہ اس کو تنگ نظری کا طعنہ دیتے ہیں۔ علماء نے کہا کہ حکمرانوں نے عالم کفر کے ایجنڈے پر عمل کرتے ہوئے اپنے ہی ملک میں بمباری شروع کی ہوئی ہے۔ وزیرستان، وانا، باجوڑ اور لال مسجد کا خون اس کی گواہی دے رہا ہے۔ علماء نے کہا کہ ناموس رسالت کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ملک میں تخریب کاری میں قادیانی ملوث ہیں۔ علماء نے کہا کہ اگر حکومت پاکستان نے ڈنمارک سے سفارتی تعلقات منقطع نہ کئے تو اس کے سنگین نتائج برآمد ہوں گے۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض حاجی اکبر نے انجام دیئے۔

مچھ میں نماز جمعہ کے بعد احتجاجی ریلی نکالی گئی۔اس موقع پر مولانا عبدالصمد نے خطاب کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ڈنمارک سے سفارتی تعلقات منقطع کئے جائیں اور پاکستانی سفیر کو واپس بلایا جائے۔علیحدہ سطر مستونگ سے نامہ نگار کے مطابق گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کے خلاف مستونگ میں نماز جمعہ کے بعد جے یو آئی نے احتجاجی مظاہرہ کیا۔جس میں جمعیت علماء اسلام مستونگ کے سینکڑوں کارکنوں نے شرکت کی اور مظاہرین نے ڈنمارک اور امریکہ اسرائیل کے خلاف شدید نعرہ بازی کی اور گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کی سخت الفاظ میں مذمت کی۔مظاہرہ سے ضلعی جنرل سیکرٹری ڈاکٹر فیصل منان، تحصیل جنرل سیکرٹری حافظ عبدالقادر قریشی، قاری محمد قاسم مینگل، حاجی محمد حنیف نے خطاب کیا۔

سبی میں جامعہ قاسم العلوم میں ۲۹ رمارچ کو سالانہ جلسہ کے عظیم اجتماع سے دیگر علماء کرام کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے گستاخانہ خاکوں کے خلاف غم وغصہ کا اظہار کیا اور ڈنمارک سمیت گستاخ ممالک کے اقتصادی بائیکاٹ کا مطالبہ کیا۔

قلات سے نامہ نگار کے مطابق جمعیت طلباء اسلام کے زیر اہتمام جلوس نکالا گیا۔جو کہ شہر کی مختلف شاہراؤں سے ہوتا ہوا بازار چوک قلات پہنچ کر جلسہ کی شکل اختیار کر گیا۔جلسہ سے جمعیت طلباء اسلام قلات کے ضلعی صدر منیر احمد زیدی، حافظ عبدالقدوس عباسی اور قاری محمد اعظم نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شاتم رسول سلمان رشدی کے بعد ڈنمارک میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت سے مسلمانوں کے جذبات سخت مجروح ہوئے ہیں۔ انہوں نے ڈنمارک کی حکومت سے فوری طور پر معافی مانگنے اور عالم اسلام سے ڈنمارک کے سفارتی تعلقات توڑنے اور اس کی مصنوعات کے مکمل بائیکاٹ کا مطالبہ کیا۔اس موقع پر ڈنمارک کا پرچم بھی نذر آتش کیا گیا۔

خانیوال میں عظیم الشان کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد المینار میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس مقامی امیر مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔جس سے مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد عالم طارق، مولانا عبدالستار گورمانی، مولانا عطاء المنعم، مولانا محمد فیصل بورے والا کے خطابات ہوئے۔جب کہ کراچی سے ملک کے مایہ ناز ثنا گو مولانا مفتی انس یونس، قاری محمد آصف رشیدی گوجرانوالہ نے ہدیہ نعت پیش کیا۔کانفرنس میں ناموس رسالت کا تحفظ اور ڈنمارک کے ناپاک خاکے زیر بحث رہے۔علماء کرام نے ڈنمارک سے اقتصادی بائیکاٹ کی اپیل کی۔کانفرنس کے انتظامات میں حضرت خواجہ عبدالماجد صدیقی اور ان کے رفقاء پیش پیش رہے۔اللہ پاک ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں۔

رحیم یار خان میں ختم نبوت کے اجتماعات سے خطاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے رحیم یار خان میں پانچ اجتماعات کا انتظام کیا۔چنانچہ ۲۷ رصفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۶ رمارچ ۲۰۰۸ء چک نمبر 45/P رحیم یار خان میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔جس کی صدارت خانقاہ

عالیہ قادریہ راشدیہ دین پور شریف کے چشم و چراغ حضرت میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ نے کی۔ کانفرنس ۱۱ بجے دن سے عصر کی نماز تک جاری رہی۔ کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا، مولانا بشیر احمد، حامد مصاروی، حافظ محمد اکبر اعوان، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی شفیق الرحمان سراجی، مولانا حماد اللہ درخواستی نے ولولہ انگیز خطابات فرمائے۔

صادق آباد میں کانفرنس

اسی شام مغرب کے بعد سے لے کر رات گئے تک مولانا مشتاق احمد کی صدارت میں جامع مسجد ابوحنیفہؒ میں کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں مولانا اللہ وسایا اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے مرکزی خطابات ہوئے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس میں سکولوں، کالجوں کے اساتذہ، دینی اداروں کے معلمین و متعلمین اور کاروباری دنیا سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں افراد شریک ہوئے۔

خطبات جمعہ

۲۸ رصفر المظفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۷ رمارچ ۲۰۰۸ء کو شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے لیاقت پور اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے گندار حاسٹھ میں جمعۃ المبارک کے اجتماعات سے خطاب فرمایا۔

حکومت پابندی لگائے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے مرزا غلام احمد قادیانی مرتد اعظم کی ۲۶ رمئی ۲۰۰۸ء کو صد سالہ برسی چناب نگر سمیت ملک بھر میں منانے پر پابندی لگائی جائے اور غیر مسلم قادیانی جماعت چناب نگر اپنے جعلی نبی کی برسی قادیان شہر بھارت اور ٹلفورڈ لندن میں مناسکتی ہے۔ جب کہ ۲۳ رمارچ ۱۹۸۹ء کو پاکستان بھر میں عالمی مجلس کی تحریک پر چناب نگر اور ملک بھر میں زیر دفعہ ۱۴۴ کے تحت صد سالہ جشن قادیانی پر حکومت نے پابندی عائد کردی تھی۔ بعدازاں قادیانی جماعت نے ہائی کورٹ میں رٹ دائر کردی تو سماعت کے بعد ہائی کورٹ نے قادیانی رٹ خارج کردی تھی اور صد سالہ جشن پر پاکستان میں پابندی کو جائز قرار دیا تھا۔ جب کہ قادیانی جعلی نبی مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو وبائی ہیضہ کی بیماری میں مبتلا ہو کر لاہور کے برانڈرتھ (نشتر روڈ) روڈ احمدیہ بلڈنگ کی دوسری منزل پر غلیظ حالت میں فوت ہوگیا تھا اور انگریز نے قادیانی جعلی نبی کی لاش کو ریل گاڑی کے ذریعہ قادیان بھارت پہنچادی تھی۔ اس لئے پاکستان میں برسی نہیں منائی جاسکتی ہے۔

لولاک کے شمارے درکار ہیں

”جن حضرات کے پاس ماہنامہ لولاک کے سابقہ تمام شمارے ہوں اور وہ ریکارڈ نہ رکھتے ہوں تو زیر دستخطی کو عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔“

ڈاکٹر خالد مقبول

0321-4435861

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے ...... ادارہ!

خطبات حکیم العصر جلد ششم: مجموعہ خطبات حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی: صفحات:374:

ہدیہ:200: ملنے کا پتہ: مکتبہ شیخ لدھیانوی جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا ضلع لودھراں!

زیر تبصرہ کتاب استاذ العلماء، شیخ الحدیث، حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم کے خطبات کی چھٹی جلد ہے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی عرصہ دراز سے عادت مبارک ہے کہ ہر منگل کو جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ سے اصلاحی خطاب فرماتے ہیں۔ جنہیں کیسٹوں کی مدد سے کاغذات پر اتار کر حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کے علوم ومعارف کو محفوظ کر دیا گیا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب کے مندرجات ذیل ہیں۔ سیرت ابراہیمی علیہ السلام کے درخشاں پہلو، ملت ابراہیمی اور ستارہ پرستی کی مذمت، درس وفاء، عورت کا منصب، بدکرداری عذاب الٰہی کا سبب، العلم والعلماء، اہل حق کے ساتھ حکومتوں کا برتاؤ، مفید ترین زندگی، محدثین اور فقہا کا مقام، عظمت قرآن، سب سے اعلیٰ خدمت خلق، دین حق کی محافظ جماعتیں، عقیدہ معاذ۔

کتاب علم وعمل کا عظیم خزینہ ہے۔ جو علماء، طلباء اور عوام کے لئے یکساں مفید ہے۔ اللہ پاک حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کو صحت وعافیت سے سرفراز فرمائیں اور ان کے علوم ومعارف سے مستفید ہونے کی توفیق دیں۔

مجالس حکیم العصر: افادات: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ: تصویب: مولانا مفتی ظفر اقبال: صفحات:192: ہدیہ:-/200: ناشر: مکتبہ شیخ لدھیانوی جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا ضلع لودھراں!

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو اللہ پاک نے تفہیم مسائل میں خصوصی ملکہ عطاء فرمایا ہے۔ آپ سامعین کی علمی حیثیت کو سامنے رکھ کر گفتگو فرماتے ہیں۔ آپ صرف جید عالم اور منجھے ہوئے شیخ الحدیث ہی نہیں بلکہ قطب الارشاد شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے بیعت ہوئے۔ حضرت کی وفات کے بعد حضرت کے جانشین مولانا عبدالعزیز سرگودھویؒ سے متعلق رہے۔ لیکن خلافت خانقاہ رائے پور کے عظیم چشم وچراغ حضرت شاہ نفیس الحسینی دامت برکاتہم سے ملی۔ آپ شریعت وطریقت کا حسین امتزاج ہیں۔ بعد نماز عصر مسجد سے جنوب مشرق کے پلاٹ میں مجلس منعقد ہوتی ہے جس میں دینی، دنیوی، سیاسی، معاشی، اقتصادی، تعلیمی مسائل پر آپ جامع ومانع گفتگو فرماتے ہیں۔ اللہ پاک جامعہ کے ناظم مولانا مفتی ظفر اقبال زید مجدہ کو جزائے خیر عطاء فرمائیں کہ انہوں نے اپنے رفقاء مفتی سجاد حسین ظفر، مولانا منیر احمد ریحان کے ذمہ لگایا کہ حضرت شیخ کے ملفوظات کو نوٹ کریں۔ چنانچہ ان حضرات کی کاوش سے یہ مجموعہ منصہ شہود پر آیا۔ یہ مجموعہ علماء کرام کے لئے نایاب خزانہ، طلبہ کے لئے نکات ولطائف کا بحر بیکراں، صلحاء کے لئے زہد وتقویٰ کے اصولوں کا معدن ومخزن ہے۔

فضائل صدیق اکبرؓ: ترتیب: ابوالاحسن میاں محبوب الٰہی رضوی: صفحات:160: ناشر: امام دین ٹرسٹ 5 ڈی سبزہ زار سکیم لاہور: 25 روپے کے ٹکٹ بھیج کر درج بالا پتہ سے منگوائی جاسکتی ہے۔

کتاب ہذا میں سیدنا صدیق اکبرؓ کا تعارف، حلیہ، مسلم اوّل، مبلغ اوّل، صدیقیت وصدیق اکبرؓ، رفقاء صدیق وامام الاصفیاء، جرأت وشجاعت، جانی ومالی خدمات، اعلم الصحابہؓ ہونا، مراتب صحابہؓ، فضیلت صدیق اکبرؓ، سانحہ وفات نبویؐ اور صدیقی کردار، حضور علیہ السلام کا آپ کی خلافت کا اشارۃً وکنایۃً اعلان، خلافت رسالتمآب ﷺ، آیت استخلاف اور خلفاء راشدین، محبوب، محبّ رسول، حلم وحوصلہ، آپ سے بغض رکھنے والوں کا انجام، کرامات صدیق اکبرؓ، سانحہ ارتحال، آپ کے متعلق صحابہ کرام کے تاثرات، واقعات مشورہ، ازواج واولاد، فضائل صدیق شیعہ کی کتب کی روشنی میں جیسے اہم عنوانات پر مرتب نے قلم اٹھا کر خدام صدیق اکبرؓ کی لسٹ میں اپنا نام تحریر کرایا ہے۔ کمپوزنگ وطباعت مناسب ہے۔ اپنی کاپی محفوظ کرا کر قافلہ صدیقی میں شمولیت فرمایئے۔

مولانا سید محمد امین شاہ حسنی جیلانیؒ کی روح پرور یادیں: افادات وارشادات: مولانا سید محمد معاویہ امجد: ترتیب: مولانا محمود عالم اوکاڑوی: صفحات:80: ہدیہ:-/15

زیر نظر کتابچہ امین العلماء حضرت مولانا سید محمد امین شاہ حسنی جیلانیؒ کی مختصر سوانح حیات پر مشتمل ہے۔ جسے آپ کے فرزندار جمند مولانا سید محمد معاویہ امجد نے تحریر کیا۔ مولانا محمود عالم اوکاڑوی نے ترتیب دیا۔ صاحب سوانح جرت مند، بہادر، اور دین حقہ کے خدام میں سے تھے۔ جنہیں ۱۹۳۶ء میں شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بخاری شریف پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی اور حضرت مدنیؒ کے حکم پر مخدوم پور پھوڑاں میں ایسا ڈیرہ لگایا کہ مخدوم پور کی خاک میں آسودہ ہوگئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام۔ ازاں بعد تحریک خدام اہل سنت پاکستان سے تازیست تعلق رکھا حالات وواقعات پڑھنے سے ایمان کو جلا اور روح کو تازگی نصیب ہوتی ہے۔

امام الائمہ فی الحدیث والفقہ امام ابوحنیفہؒ: مرتبہ: میاں محمد محبوب الٰہی رضوی: صفحات:78: ناشر: میاں امام دین ٹرسٹ لاہور: 15 روپے کے ڈاک کے ٹکٹ ارسال فرما کر حاصل کریں!

میاں محبوب الٰہی چونیاں کی معروف مذہبی، سیاسی وسماجی شخصیت ہیں۔ مذہبی طور پر بریلوی مکتبہ فکر سے تعلق ہے اور مولانا سردار احمد فیصل آباد کے خلیفہ ہیں۔ اخبارات ورسائل میں خبریں اور چھوٹے مضامین لکھنے سے آغاز کیا۔ شرق پور ضلع شیخوپورہ کے سجادہ نشین میاں جمیل احمد شرقپوری اور حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی ترغیب واصرار پر بڑے بڑے مقالے لکھے۔ ان مقالہ جات میں ایک مقالہ زیر تبصرہ ہے۔ جس میں سراج الائمہ، امام الامہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے حالات زندگی اور سوانح پر لکھا۔ رسالہ میں تعارف، حلیہ ولباس، آپ کا تابعی ہونا، ذریعہ معاش، مولد ومسکن، کوفہ بزرگان دین کی نظر میں، اساتذہ کرام، شیوخ وفقہا، آپ کے متعلق نبی کریم ﷺ کی بشارتیں، اجتہاد، قیاس، رائے فقہ وتقلید، علمی شان، فراست وحاضر جوابی، قرآن مجید سے لگن، اخذ روایت میں احتیاط، علم

حدیث اور عامل سنت، امام صاحب اور فقہ، ورع وتقویٰ، جیسے اہم عنوانات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ کمپوزنگ، طباعت مناسب، کارڈ کور سے جلد کی گئی ہے۔

افکار معلم: استاذ الاساتذہ قاری سید احمد کی خودنوشت سوانح: ترتیب: پروفیسر حافظ مسعود الحسن رشیدی: نظر ثانی: مولانا محمد اسلم زاہد، مولانا مقبول الرحمان انوری مدظلہ: صفحات: 144: ہدیہ: -/80: ملنے کا پتہ: ادارہ علم وادب جامعہ عثمانیہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ مارکیٹ چونی ضلع قصور!

زیر تبصرہ کتاب ایک خادم قرآن کی سرگذشت ہے۔ جو اندرون شہر لاہور کے قدیم مدرسہ تجوید القرآن سے پڑھے اور پھر ساری زندگی انہوں نے اپنی مادر علمی میں رہ کر قرآن پاک کی خدمت کی۔ اللہ پاک نے انہیں آٹھ مرتبہ اپنے گھر (بیت اللہ) اور اپنے محبوب کے در (گنبد خضریٰ) کی زیارت کی توفیق نصیب فرمائی۔ انہوں نے کس مپرسی کے عالم میں تعلیم حاصل کی اور پھر ساری زندگی طلبہ وعلماء کی خدمت میں گذار دی۔ مرحوم نے انتہائی سادہ الفاظ لیکن دل ودماغ پر اثر کرنے والے انداز میں اپنی زندگی کے تجربات اساتذہ قرآن وطلبہ کے لئے بلاکم وکاست تحریر فرمائے۔ جتنا آدمی کتاب کو پڑھتا جاتا ہے اتنا ہی اس کی آنکھوں سے سیل رواں جاری رہتا ہے۔ مرتب موصوف پروفیسر مسعود الحسن رشیدی، حضرت قاری صاحبؒ کے شاگرد رشید ہیں۔ انہوں نے اپنے استاذ کی دل موہ لینے والی تحریر کو نوک پلک صحیح کر کے چھاپ دی۔ کتاب عوام وخواص کے لئے یکساں مفید ہے۔

توہین آمیز خاکوں کے خلاف سکھر میں جلوس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر اہتمام جامعہ اشرفیہ سے مینارہ چوک، گھنٹہ گھر، گنج صرافہ بازار، پریس کلب تک عظیم الشان تحفظ ناموس رسالت احتجاجی ریلی نکالی گئی۔ جس میں ڈنمارک اور توہین آمیز خاکے بنانے والے یورپی ممالک کے خلاف سخت احتجاج کیا گیا۔ علماء کرام جن میں مولانا قاری خلیل احمد، مولانا بشیر احمد، مولانا محمد حسین ناصر مبلغ ختم نبوت سکھر، مولانا سعود افضل، مولانا عبداللطیف اشرفی، مولانا الٰہی بخش ثانوری، مولانا نذیر احمد مہر، مولانا میر محمد چاچڑ، مفتی محمد شفیع، مولانا عبدالغفار جمالی، مولانا تنویر احمد، مولانا ابومحمد، جناب آغا سید محمد شاہ نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ توہین آمیز خاکے بنانے والے ممالک سے سفارتی تعلقات ختم کئے جائیں۔ اپنے سفیروں کو واپس اور ان کے سفیروں کو ملک بدر کیا جائے۔ ڈنمارک اور توہین آمیز خاکے بنانے والے ممالک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔ علماء کرام نے کہا کہ اگر یہودی ہولوکاسٹ جیسے جعلی واقعہ کو اقوام متحدہ میں تحفظ کا قانون منظور کرا سکتے ہیں تو مسلم حکمرانوں کو بھی چاہئے کہ اقوام متحدہ سے تحفظ ناموس رسالت کا بل منظور کرائیں۔ احتجاجی ریلی میں جامعہ اشرفیہ، جامعہ حمادیہ منزل گاہ، گول مسجد، عثمانیہ مسجد کے علماء کرام وطلباء اور تاجر حضرات نے بھرپور شرکت کی۔ نیز ۲۸ رفروری کو جامعہ فاروقیہ سکھر میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے احتجاجی جلسہ سے خطاب کیا۔

نذرانہ عقیدت بحضور عاشق رسول!

یہ عاشق رسول کا وقت وصال ہے
ہونٹوں پہ مسکراہٹیں چہرہ جمال ہے

وقت تہجد دار فانی سے رخصتی
بعداز عصر لحد کو رونق سی بخش دی

نفیس الحسینی سید السادات کا ہے پھول
نانا ہے جن کا سید الانبیائے رسولؐ

آل محمدؐ کی توصیف بہت کی
اصحاب دو جہاں کی تعریف بھی لکھی

انور نے دین نانا کی عزت بڑھائی تھی
ختم نبوت پہ اپنی زندگی لوٹائی تھی

خطاطی کی طرز پہ آیات ہیں لکھیں
خط رسم نستعلیق پہ احادیث ہیں لکھیں

تھے عجزوانکساری کی تصویر بے مثال
وہ سنت نبی کی رکھتے تھے خدوخال

اخلاق اور کردار ملنسار، نیک خو
اسلام کی بقا کی کرتے تھے جستجو

آنکھیں ہیں اشکبار تو ہزاروں ہیں دل حزیں
ڈوبا ہے چاند عالم دیوبند کا یہ امیں

لاکھوں ہیں سوگوار ملک بھر ہے اشکبار
باطن کی آنکھ کھول کر ذرا دیکھ ایک بار

دنیا کی رغبتوں سے کوسوں تھا دور وہ
فکر آخرت کی مئے کو پیتا تھا روز وہ

اللہ! تو اپنے پیاروں میں ان کو بھی دے جگہ
عاشق کی ہو قبول مولا یہ التجاء

مولوی محمد عاشق نقشبندی

چیلنج!

اشتیاق احمد

مرزا قادیانی کے چند جملے پڑھ کر مجھے بہت ہنسی آئی۔ مزے کی بات یہ کہ وہ جملے اس روز زندگی میں پہلی بار سامنے نہیں آئے تھے۔ مرزائیت پر بات کرنے والا ہر شخص ان جملوں سے خوب واقف ہے اور مرزائیوں سے بات چیت کرتے ہوئے ان جملوں کو ضرور زیر بحث لاتا ہے۔ لیجئے! پہلے آپ وہ جملے پڑھ لیجئے:

''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے۔ مگر رنڈیوں کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔''

یہ الفاظ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷،۵۴۸) پر لکھے ہیں:

ان گنت مرتبہ میں نے بھی یہ الفاظ مضامین میں لکھے تھے۔ یا مرزائیوں سے بات چیت کے دوران مرزائیوں کو سنائے تھے۔ لیکن ان پر کبھی ہنسی نہیں آئی تھی۔ ہنسی آئی تو اسی روز، معلوم ہوا کہ ہنسی آنا بھی اللہ کی مرضی سے ہے۔ یعنی عقل آنا بھی تو اسی کے حکم کے تابع ہے۔ پہلے کبھی وہ بات عقل میں نہیں آئی تھی جو اس دن آئی۔ حالانکہ صرف چند الفاظ ہیں۔ کوئی پیچدار یا الجھاؤ والے الفاظ بھی نہیں ہیں کہ پہلے عقل میں نہ آتے رہے ہوں اور اب اچانک آ گئے ہوں۔ جی نہیں! ایسی بھی تو کوئی بات نہیں۔

اب ملاحظہ فرمائیے:

۱...... میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ ایک مسلمان بھی اس کی کتابوں کو محبت کی نظر سے نہیں دیکھتا۔ مسلمان تو مرزا اور مرزا کی کتابوں سے شدید ترین نفرت کرتے ہیں۔ اگر مرزائی اس دعویٰ میں سچے ہیں تو کسی ایک مسلمان سے یہ کہلوا کر دکھا دیں کہ اسے مرزا قادیانی کی کتابوں سے محبت ہے۔

۲...... سورکے، رنڈیوں کی اولاد کے علاوہ سب میری کتابوں کی تصدیق کرتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیے! مرزائیوں کے علاوہ باقی سب کو رنڈیوں کی اولاد کہہ دیا گیا ہے۔ اب تعداد ملاحظہ ہو۔ مرزائی مسلمانوں کے مقابلہ میں تعداد کے لحاظ سے آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ گویا آٹے میں نمک سے بھی کم تعداد میں تو لوگ پاکباز عورتوں کی اولاد ہیں۔ لیکن پوری مسلمان قوم بدکار عورتوں کی اولاد ہے۔ کیا یہ باتیں دنیا کے عام انسان بھی مان لیں گے۔ اگر نہیں تو پھر کس بے وقوفی میں پڑے ہیں۔ اللہ کا نام لے کر توبہ کریں مرزائیت سے۔

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

عظیم خوشخبری

خانقاہ سراجیہ حج و عمرہ سروسز (پرائیویٹ)

کے ذریعہ آپ آئندہ بھی حج و عمرہ پر جانے کا انتخاب کیوں کرتے ہیں؟

خانقاہ سراجیہ نے عوام الناس کی سہولت کے لیے عمرہ پروگرام کا گروپ تشکیل دیا ہے تاکہ اس سعادت سے بہرہ مند ہونے کے لیے آپ کی تمام تر سہولیات میسر کر سکیں۔

خانقاہ سراجیہ گروپ کی تشکیل کو حتمی شکل دینے کے لیے ہر ماہ کی بیس تاریخ تک بکنگ مکمل کر لی جائے گی تاکہ اگلے ماہ کی دس سے پندرہ تاریخ تک گروپ عمرہ کی ادائیگی کے لیے بہ سہولت روانہ ہو سکے۔

خانقاہ سراجیہ گروپ عازمین عمرہ کی سہولت کے لیے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ان کو حرمین شریفین کے قریب ترین رہائش فراہم کرے گا۔

خانقاہ سراجیہ گروپ عازمین عمرہ کو ٹرانسپورٹ کی سہولت بھی مہیا کرے گا۔

خانقاہ سراجیہ گروپ مقامات مقدسہ کی زیارت بھی ترجیحی بنیادوں پر فراہم کرے گا۔

خانقاہ سراجیہ گروپ حج، عمرہ سروسز (عمرہ زائرین کو ٹھیکیداروں کے سپرد نہیں کرتا)

عمرہ پیکیج بمعہ ٹکٹ، رہائش، ٹرانسپورٹ

6	دن کا پیکیج	45,000	
14	دن کا پیکیج	47,000	پہلا گروپ جون
20	دن کا پیکیج	50,000	دوسرا گروپ رمضان شریف
27	دن کا پیکیج	53,000	

صاحبزادہ سعید احمد، صاحبزادہ نجیب احمد خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی

0300-852545, 0333-5104334

قیمت سالانہ -/100 روپے

قیمت فی شمارہ -/10 روپے